امامیہ دینیات

بچوں کی دینی اور اخلاقی کتاب

پہلی کتاب

ناشر:
امامیہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ
نمبر 68 شیواجی روڈ، شیواجی نگر بنگلور-560051

جملہ حقوق بحق
امامیہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ بنگلور محفوظ ہیں

نام کتاب	:	''بچوں کی دینی اور اخلاقی کتاب: پہلی کتاب''
تصحیح وتحقیق	:	حجۃ الاسلام مولانا الحاج سید عسکری رضوی صاحب قبلہ
		امام جمعہ کریم پور
سن اشاعت	:	چوتھی مرتبہ　　مارچ 2003
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار (1000)
ہدیہ	:	-/40 روپے
ناشر	:	امامیہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ
		نمبر 68 شیواجی روڈ، شیواجی نگر، بنگلور-560051

امامیہ دینیات

پہلی کتاب

شمارہ	مضمون	صفحہ
۱)	پیش لفظ	
۲)	سبق شروع کرنے سے پہلے کی دعا	۸
۳)	میں مسلمان ہوں!	۹
۴)	اللہ ہر جگہ ہے	۱۰
۵)	ایمان کی مثال	۱۲
۶)	بچے کیوں روتے ہیں؟	۱۳
۷)	اللہ دکھائی نہیں دیتا	۱۴
۸)	اسلام ہمارا مذہب	۱۶
۹)	اللہ کے انبیاءؑ	۱۸
۱۰)	آدمؑ اور حواؑ	۲۰
۱۱)	ہابیل اور قابیل	۲۱
۱۲)	حضرت نوحؑ	۲۲
۱۳)	حضرت یونسؑ	۲۴
۱۴)	ولادت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۶
۱۵)	حضرت محمد مصطفیٰؐ کا عقد	۲۷
۱۶)	ایک نہایت اہم اعلان	۲۹

۱۷)	امامت	۳۱
۱۸)	حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا	۳۳
۱۹)	پہلے امام حضرت علیؑ	۳۵
۲۰)	دوسرے امام حضرت امام حسنؑ	۳۷
۲۱)	تیسرے امام حضرت امام حسینؑ	۳۸
۲۲)	چوتھے امام حضرت امام زین العابدین علیہ السلام	۴۰
۲۳)	محرم	۴۲
۲۴)	لیکن میں جہاد کرنا چاہتا ہوں	۴۶
۲۵)	قیامت	۴۸
۲۶)	آخرت ـ موت کے بعد کی زندگی	۴۹
۲۷)	بھائی چارہ	۵۱
۲۸)	لالچ کا انجام	۵۲
۲۹)	دوستی	۵۴
۳۰)	چھوٹے بڑے گناہ	۵۶
۳۱)	والدین کا احترام	۵۷
۳۲)	اللہ کی اطاعت و عبادت	۵۸
۳۳)	سجدہ گاہ	۵۹
۳۴)	اسلامی کیلنڈر	۶۰

پیش لفظ

الحمدللہ! امامیہ دینیات کورس مقبول عام ہورہا ہے' امامیہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ کے دینی مدارس ہی میں نہیں دوسرے دینی مدارس میں بھی اس کورس کی کتابیں بچوں کو پڑھائی جارہی ہیں- ٹرسٹ اب تک اس کورس ''بچوں کی دینی واخلاقی کتاب'' کی چھ کتابیں' (۱) یسرناالقرآن (۲) بنیادی قاعدہ (۳) پہلی کتاب (۴) دوسری کتاب (۵) تیسری کتاب اور (۶) چوتھی کتاب اور انگریزی میں دو کتابیں جملہ آٹھ کتابیں رب العالمین کی تائید اور چہاردہ معصومین کے طفیل سے شائع کرچکا ہے- ہمیں مسرت ہے کہ اب ہم ''پہلی کتاب'' کا یہ تیسرا ایڈیشن مضمون کی غلطیوں کو حتی الامکان درست کرنے کے بعد منظر عام پر لارہے ہیں- یہ کتاب دو حصوں میں تقسیم کی گئی ہے اور دو سال پڑھائی جائے گی-

امامیہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ دینی تعلیم کو ہر مسلمان خصوصیت سے ہر شیعہ اثناعشری کے لئے لازمی تصور کرتا ہے- یہی وجہ ہے کہ ٹرسٹ ہندوستان میں رائج دینیات کورس کی کتابوں کا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ دینیات کی ان کتابوں سے بچے کلمہ یاد کرلیں گے' اصول دین کتنے ہیں، فروع دین کتنے ہیں یاد کرلیں گے- نماز کے سورہ اور نماز کا طریقہ یاد کرلیں گے لیکن نہ کلمے کے معنی سمجھ سکیں گے نہ اصول دین اور فروع دین اور نماز کی اہمیت سمجھ سکیں گے اور نہ سوروں کے معنی ومطلب ہی سمجھ سکیں گے اور ان کا اخلاق اور کردار بھی نہیں بن سکے گا- کیونکہ عام دینی مدرسوں میں بچوں کو صرف رٹایا جاتا ہے سمجھایا نہیں جاتا- ان کے اخلاق وکردار کو بنانے کی کوشش نہیں کی جاتی- ان حقائق کے پیش نظر ٹرسٹ نے شیعہ اثناعشری بچوں کی دینی تعلیم کی بنیاد کو بہتر اور مضبوط بنانے، ان کے اخلاق اور کردار کو صحیح سمت دینے کے لئے کافی تحقیق اور جستجو کے بعد' امامیہ دینیات کورس' ترتیب دیا ہے اس کورس میں دینی اور اخلاقی تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کو انبیاء کرام اور ائمہ اطہار علیہم السلام کے مختصر حالات زندگی، تاریخ اسلام اور امام حسینؑ کی قربانی، کربلا کے فلسفے اور واقعات سے آگاہ کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے تاکہ بچے بڑے ہوکر خود مذکورہ موضوعات کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرنے کی جستجو کریں- ٹرسٹ نے بچوں کی بہتر دینی تعلیم اور صحیح رہنمائی کے لئے صرف نئے کورس کو رواج دینا ہی کافی نہیں سمجھا بلکہ درس وتدریس کے اہم ترین پہلو، طریق تدریس پر بھی توجہ

دی- کیونکہ جب تک تعلیم خواہ دینی ہو یا عام، صحیح اور سائنٹفک طریقے سے نہیں دی جاتی، بے اثر ہوتی ہے-

امامیہ ٹرسٹ تمام دینی اساتذہ سے عاجزانہ گذارش کرتا ہے کہ وہ طلبہ اور طالبات کی صحیح تعلیم و رہنمائی کے لئے امامیہ دینیات کورس پڑھانے کے طریقے کو اپنائیں- پہلی اور دوسری کتاب میں ہم نے ایک ایک سبق پڑھانے کا طریقہ بتایا ہے- اس سلسلے میں ٹرسٹ نے اپنے دینی مدارس کے اساتذہ کی معلومات اور قابلیت میں اضافہ کے لئے ہر سال ورکشاپ منعقد کرتا رہا ہے، جس میں انہیں پڑھانے کے طریقے بتلائے جاتے ہیں- ہماری درخواست ہے کہ امامیہ دینیات کورس کی کتابیں پڑھانے کے لئے استاد کم سے کم درج ذیل نکات پر ضرور عمل کریں-

۱) سبق شروع کرنے سے قبل استاد خود سبق پڑھ کر پڑھانے کا طریقہ معین کرے-

۲) ہر سبق کا خلاصہ اور نوٹس باقاعدہ تیار کرے- مختلف امور سمجھانے کے لئے احادیث، قرآن آیات اور مثالوں کے نوٹس تیار کرے-

۳) سبق پڑھاتے وقت طلبہ اور طالبات سے سوالات کرے-

۴) طلبہ وطالبات میں سبق سے متعلق سوال کرنے کی عادت ڈالیں-

۵) بچوں میں خدمت خلق کا جذبہ بیدار کرنے کی کوشش کریں اور کلاس روم یا مدرسے، مسجد، عاشور خانے اور ان کے اطراف کے علاقے کو پاک صاف رکھنے کی تاکید کرنے کے ساتھ ساتھ بچوں سے ان جگہوں کی صفائی بھی کروائیں- دیکھا گیا کہ بعض چھوٹے قریوں میں مساجد اور عاشور خانوں کے اطراف نالیوں اور سڑکوں پر کوڑا کرکٹ بکھرا ہوتا ہے- بچوں کو ساتھ لے کر محلے والوں سے پاکی صفائی کا خیال رکھنے کو کہیں- اگر محلے والے توجہ نہ دیں تو بچوں ہی سے پاکی صفائی کروائیں-

ماہانہ رپورٹ اور امتحانات

اساتذہ کو چاہیے کہ وہ ایک ماہ پورا ہونے پر ایک رپورٹ ترتیب دیں- جس میں درج کیا جائے کہ انہوں نے اس ایک ماہ میں بچوں کو کون کونسے اسباق پڑھائے- ہر دوسرے ماہ کے آخری ہفتے میں بچوں کا امتحان لیں اور جو بچہ سب سے زیادہ مارکس لیتا ہے اس کو ترغیبی انعام دیں- اس طرح بچوں کی حوصلہ افزائی ہوگی جو بچے سبق یاد کرنے میں اور تہذیب واخلاق میں بہتر ہوں اور جو پابندی سے دینیات کی کلاسوں کو آتے ہیں صرف ان ہی بچوں کو ترغیبی انعامات دئے جائیں- اور اپنی رپورٹ میں تمام بچوں کی تعلیمی واخلاقی کیفیت درج کریں-

تعلیمی سال :امامیہ دینیات کورس کا تعلیمی سال جون سے مئی تک ہوگا- دینی تعلیم کیونکہ ایک مسلسل مشق ہے دینی مدرسوں کے لئے تعطیلات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا- جیسا کہ عام اسکولوں میں دسہرہ، کرسمس اور سالانہ امتحانات کے بعد گرما کی چھٹیاں ہوتی ہیں- دینی مدرسوں میں ایسی چھٹیوں کا سوال پیدا نہیں ہوگا- لیکن محرم میں یکم تا ۱۲ محرم چھٹی دی جائے- ہم شیعوں کے ہاں پورے سال کے دوران چہاردہ معصومین علیہم السلام کی شہادتوں کے موقع پر مجالس عزا اور ولادتوں کے موقع پر جشن یا جلسے منعقد ہوتے ہیں- اساتذہ کو چاہیے کہ وہ ان موقعوں پر بچوں کو مجالس اور جلسوں میں شرکت کی تاکید کریں اور خود بھی موقع کے لحاظ سے مختصر ذکر کریں-

امتحانات :امامیہ دینیات کورس کے امتحانات سال میں دومرتبہ پہلا امتحان دسمبر میں اور دوسرا امتحان مئی یا جون میں ہوگا- جو بچے امامیہ دینیات کورس نہیں پڑھتے اور دینی مدرسے کو پابندی سے نہیں جاتے ان بچوں کو امتحانات میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی- دینی مدرسے یا دینیات کی کلاس میں جن بچوں کی حاضری 70% سے کم ہوگی اور بچوں کو امتحان میں بیٹھنے کے لئے Hall Ticket نہیں دیا جائے گا اور جو بچے امتحان نہیں دیں گے- انہیں اسکالر شپ نہیں دی جائے گی-

ہم امید کرتے ہیں کہ اساتذہ ہمارے اس کورس کو اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے اور ہماری ہدایات کے مطابق بچوں کو دینی تعلیم دینے ان کے اخلاق کو سدھارنے اور ان کے کردار کو بنانے کی کوشش کریں گے- اللہ آپ کو جزائے خیر دے-

مرزا محمد مہدی
صدر: امامیہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ، بنگلور

امامیہ دینیات کورس

جن شہروں میں شیعہ اثناعشری انجمنیں اپنے دینی مدرسوں میں ''امامیہ دینیات کورس'' پڑھا رہی ہیں۔ ان انجمنوں کے عہدیداروں، مسجد کے امام جمعہ وجماعت اور مدرسے کے اساتذہ سے درخواست ہے کہ وہ مدرسے میں امامیہ دینیات کورس کی تعلیم کے لئے درج ذیل ہدایات پر عمل کریں۔

امامیہ دینیات کورس کی اب تک درج ذیل اردو اور انگریزی کتابیں شائع ہوچکی ہیں اور ہر اردو اور انگریزی کتاب دو سال پڑھائی جائے۔ ہر کتاب میں پہلے سال اور دوسرے سال کا نصاب درج ہے اساتذہ اس نصاب کی پابندی کریں۔

اردو کتابیں :

(۱) امامیہ قرآنی قاعدہ
(۲) امامیہ بنیادی قاعدہ
(۳) بچوں کی دینی واخلاقی کتاب (پہلی کتاب)
(۴) بچوں کی دینی واخلاقی کتاب (دوسری کتاب)
(۵) بچوں کی دینی واخلاقی کتاب (تیسری کتاب)
(۶) بچوں کی دینی واخلاقی کتاب (پانچویں کتاب)

انگریزی کتابیں:

(1) Children's Book on Islamic Prinbciple's -- Book I
(2) Children's Book on Islamic Prinbciple's -- Book I
(3) Children's Book on Islamic Prinbciple's -- Book III
(4) Children's Book on Islamic Prinbciple's -- Book IV
(5) Children's Book on Islamic Prinbciple's -- Book V

نوٹ : اردو کتابوں کا امتحان اردو زبان میں ہوگا اور انگریزی کتابوں کا امتحان انگریزی زبان ہی میں لکھیں رومن اردو میں نہیں لکھیں گے۔

مدرسے میں درجات بنانے کا طریقہ:

اردو کورس: اساتذہ سے درخواست ہے کہ وہ مدرسوں میں گروپ ذیل کے مطابق بنائیں:

اطفال	قرآنی قاعدہ اور بنیادی قاعدہ	دو سال	اطفال اور صفیر جماعتوں
صفیر	پہلی کتاب پہلا حصہ	ایک سال	کا امتحان زبانی
	پہلی کتاب دوسرا حصہ	ایک سال	(ORAL) ہوگا۔
اول	دوسری کتاب پہلا حصہ	ایک سال	امتحان زبانی اور
	دوسری کتاب دوسرا حصہ	ایک سال	تحریری ہوگا

درجہ	کتاب	مدت	امتحان
دوم	پہلی کتاب مکمل	ایک سال	تحریری
سوم	دوسری کتاب مکمل	ایک سال	تحریری
چہارم	تیسری کتاب پہلا حصہ	ایک سال	تحریری
پنجم	تیسری کتاب دوسرا حصہ	ایک سال	تحریری
ششم	چوتھی کتاب پہلا حصہ	ایک سال	تحریری
ہفتم	چوتھی کتاب دوسرا حصہ	ایک سال	تحریری

پی یوسی، بی اے، بی ایس سی، بی کام، ڈپلوما، انجینئرنگ، میڈیکل اور دوسرے پروفیشنل کورسوں کے طلبہ کے لئے علاحدہ اسکیم ہوگی جوان بچوں کو بتائی جائے گی۔

سبق شروع کرنے سے پہلے کی دعا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اَللّٰھُمَّ اَخرِجنِیْ مِنْ ظُلُماتِ الْوَھْمِ

اے اللہ! مجھے وہم وگمان کی تاریکی سے نکال

وَاَکْرِمْنِیْ بِنُوْرِ الْفَھْمِ

اور مجھے علم وہنر کی روشنی دے

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

اے اللہ! ہم پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے

وَانْشُرْ عَلَیْنَا خَزَائِنَ عُلُوْمِکَ

اور ہم پر اپنے علوم کے خزانے بکھیر دے

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

اپنی رحمتوں سے اے رحمٰن ورحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

الٰہی! (ہمارے سردار حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر رحمت بھیج

میں مسلمان ہوں!

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت محمد صلعم اللہ کے رسول ہیں

عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ

علیؑ اللہ کے ولی ہیں

وَوَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اور رسول اللہ (حضرت محمدؐ) کے وصی (جانشین) ہیں

وَخَلِیْفَتُهٗ بِلَافَصْلٍ ط

اور ان کے پہلے خلیفہ ہیں

اللہ ہر جگہ ہے

کسی مدرسے میں چھوٹے بچوں کو اللہ کے متعلق بتلایا جارہا تھا- ان کی معلّمہ ام زینب نے تمام بچوں میں سیب تقسیم کئے اور بچوں سے کہا کہ وہ ایسی جگہ چھپ کر سیب کھائیں جہاں انہیں کوئی نہ دیکھ سکے-

تمام بچے ادھر ادھر ہو گئے، بعض بچے الماریوں میں چھپ کر سیب کھانے لگے تو بعض بچے میزوں کے نیچے جا چھپے- جماعت بالکل خالی ہو گئی صرف ایک بچہ عمار اپنی جگہ پر بیٹھا رہا- عمار خاموش اپنے سیب کو گھور رہا تھا-

ام زینب نے عمار سے پوچھا ''کیا تم سیب نہیں کھاؤ گے؟''

''مجھے ایسی کوئی جگہ دکھائی نہیں دیتی کہ جہاں اللہ نہ ہو'' عمار نے جواب دیا،

عمار کا یہ جواب بالکل درست تھا، اللہ ہر جگہ موجود ہے۔ ام زینب نے تمام بچوں کو جمع کیا اور انہیں سمجھایا کہ ایسی کوئی جگہ نہیں کہ جہاں اللہ نہ ہو۔

سوالات:

(۱) معلّمہ ام زینب نے بچوں میں سیب تقسیم کرنے کے بعد ان سے کیا کہا؟

(۲) عمار اپنی جگہ کیوں بیٹھا رہا؟ معلّمہ کے پوچھنے پر اس نے کیا جواب دیا؟

(۳) کیا عمار کا جواب غلط تھا؟ معلّمہ ام زینب نے تمام بچوں کو جمع کر کے کیا کہا؟

ایمان کی مثال

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ اپنے اصحاب کے ساتھ راستے سے گذر رہے تھے- آپؐ کی نظر ایک بوڑھی عورت پر پڑی جو چرخہ کات رہی تھی اور ساتھ ہی اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی کہ اللہ نے اس کو ہر نعمت سے نوازا ہے- آپؐ نے رک کر اس عورت کو سلام کیا اور اس سے پوچھا-

''تمہارا ایمان بے مثال ہے، کیا تم مجھے بتاؤ گی کہ تم اللہ پر ایمان کیوں لائیں؟

عورت نے جواب دیا،

یارسول اللہ! اگر میں اپنے چرخے کو نہ گھماؤں تو وہ گھومتا نہیں-

اگر چرخہ جیسی معمولی سی چیز گھمائے بغیر نہیں گھومتی تو اتنی بڑی دنیا کسی کی مدد کے بغیر کیسے چل سکتی ہے؟

یقیناً کوئی بہت ہی طاقتور اور عظیم شئے دنیا چلا رہی ہے-

یقیناً کوئی ایسی طاقت ہے جو ذرّے ذرّے پر قدرت رکھتی ہے-

یہ عظیم طاقت صرف اور صرف اللہ ہی کی ذات ہو سکتی ہے جو خالق کائنات ہے-

آپؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

''اس عورت نے کتنے سیدھے اور سادہ طریقے سے اللہ کو پہچانا ہے،

اللہ پر اس کا ایمان بہت مضبوط ہے-

اللہ پر آپ سب کا ایمان بھی ایسا ہی ہونا چاہیے-

سوالات :

۱) بوڑھی عورت چرخہ کاتتے وقت کیا کہہ رہی تھی؟

۲) رسول اللہؐ نے عورت سے کیا پوچھا؟ عورت نے کیا جواب دیا؟

۳) رسول اللہؐ نے اپنے اصحاب سے کیا فرمایا؟

بچے کیوں روتے ہیں؟

عباس اپنی ننھی منی بہن سے کھیل رہا تھا- منی کے ہاتھ پاؤں چھوٹے چھوٹے تھے اور وہ جھولے میں پڑی تھی- عباس نے اپنی انگلی اس کے ہاتھ میں دی- اس نے انگلی پکڑلی، عباس نے اپنی ماں سے کہا، ''امی ننھی سارہ کتنی پیاری اور بالکل گڑیا جیسی ہے-

ماں نے کہا ''سبحان اللہ'' اللہ کا شکر ہے کہ ننھی میں کوئی عیب نہیں-

اچانک ننھی سارہ منہ بنا کر رونے لگی- عباس پریشان ہوگیا اور ماں کی طرف دیکھنے لگا-

''امی ننھی سارہ کیوں رو رہی ہے؟''

ماں نے کہا ''شاید اسے بھوک لگی ہے- اور سارہ کو گود میں لے کر دودھ پلانے لگی-

عباس نے پوچھا ''لیکن امی اس کو رونا کس نے سکھایا؟''

ماں نے کہا ''ننھے بچوں کو رونا بھی اللہ تعالٰی نے سکھایا، کیونکہ ننھے بچے بول نہیں سکتے، لہذا جب بھی ننھے بچوں کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ رونے لگتے ہیں- سارہ کو بھی جب بھوک لگی تو وہ رونے لگی-

عباس نے کہا، اللہ اکبر، اللہ بہت بڑا ہے وہ ہم پر کتنا مہربان ہے

سوالات :

۱) عباس نے اپنی ننھی بہن سے کھیلتے ہوئے اپنی ماں سے کیا کہا؟

۲) ماں نے کیا جواب دیا؟

۳) ننھی سارہ کیوں رو رہی تھی؟

۴) ننھی سارہ کو رونا کس نے سکھایا اور کیوں سکھایا؟

اللہ دکھائی نہیں دیتا

کسی زمانے میں ایک کسان رہا کرتا تھا جو بہت ہی نیک، نمازی اور پرہیز گار تھا۔ وہ اپنے کھیت میں ہل چلاتا، خوب محنت کرتا اور وقت پر نماز پڑھا کرتا تھا۔

ایک دن راستے میں اس کو سڑک کے کنارے ایک بیمار شخص ملا، کسان کو اس شخص سے ہمدردی ہوگئی۔ وہ بیمار شخص کو اپنے گھر لے آیا اس کو دوا پلائی اور کھانا کھلایا۔

دوسری صبح جب کسان نماز فجر پڑھنے کے لئے اٹھا تو اس نے اپنے مہمان کو بھی نماز کے لئے جگایا۔ لیکن مہمان نے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اس کو اللہ کہیں بھی دکھائی نہیں دیتا۔ لہذا وہ نماز نہیں پڑھتا، مہمان کی بات سن کر کسان چپ ہو رہا۔

دوسرے دن مہمان کی حالت اچھی ہوگئی اور اس نے گھر جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ کسان اپنے مہمان کو چھوڑنے کے لئے کافی

دور تک گیا۔ راستے میں دونوں نے زمین پر شیر کے پنجے کے نشان دیکھے۔ مہمان نے کہا کہ شیر شاید کہیں قریب ہی ہے کیونکہ اس کے پنجوں کے نشان تازہ ہیں۔ کسان نے کہا کہ اس کو اس بات پر یقین نہیں۔

مہمان حیران ہو گیا اور کسان کو سمجھانے لگا کہ کیا پنجوں کے یہ نشان یہ بتانے کے لئے کافی نہیں کہ ابھی ابھی شیر یہاں سے گذرا تھا۔

کسان نے کہا ''میرے عزیز بھائی، پنجوں کے نشان دیکھ کر تم نے یقین کر لیا کہ شیر ادھر سے گزرا تھا، کیا یہ چاند سورج، تارے، پیڑ، پودے، پھول، پتھر، پہاڑ، آبشار، زمین، آسمان تمہیں یہ بتانے کے لئے کافی نہیں کہ ان کا بھی کوئی خالق ہے؟ مہمان کچھ دیر تک سوچنے کے بعد کہنے لگا، ''تم ٹھیک کہتے ہو! ہم اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے لیکن اس کی نشانیوں کو دیکھ کر سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ ہے''

سوالات:

۱) کسان کیسا آدمی ہے؟

۲) کسان، بیمار آدمی کو اپنے گھر کیوں لے گیا؟

۳) بیمار مہمان نے نماز پڑھنے سے کیوں انکار کیا؟

۴) کسان نے شیر کے پنجے دیکھنے کے باوجود کیوں یقین نہیں کیا کہ شیر وہاں سے گزرا تھا؟

۵) کسان نے اللہ کے وجود کے متعلق مہمان کو کیسے سمجھایا؟

خالی جگہیں بھرتی کرو:

۱) کسان اپنے .... میں ہل چلاتا تھا۔ (گھر، کھیت، دکان)

۲) بیمار مہمان نے .... پڑھنے سے انکار کر دیا۔ (دعاء، قرآن، نماز)

۳) راستے میں کسان اور بیمار مہمان نے زمین پر .... کے پنجے کے نشان دیکھے۔ (شیر، ہاتھی، چڑیا)

۴) تمہیں یہ بتانے کے لئے کافی نہیں کہ ان کا بھی کوئی .... کرنے والا ہے۔ (زندہ، پیدا، مردہ)

۵) .... کو ہم دیکھ نہیں سکتے، اس کی نشانیوں کو دیکھ کر سمجھ سکتے ہیں کہ .... ہے۔ (سورج، اللہ، چاند)

اسلام ہمارا مذہب

لفظ ''اسلام'' عربی لفظ ''سَلَم'' سے بنا ہے-سَلَم کے معنی امن یا سر جھکانے کے ہیں-

مسلمان وہ ہے جو اللہ کے آگے سر جھکاتا ہے-

ایک مرتبہ کسی نے پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسلام کی تعریف صرف ایک جملے میں کرنے کی فرمائش کی-آپؐ نے فرمایا،

''اسلام کے معنی ''خالق'' (اللہ) کے آگے سر جھکانا اور اس کی مخلوق کی خدمت کرنا ہیں-''

مذہب کو ایک پیڑ کے مانند قرار دیا گیا ہے- پیڑ کے لئے ضروری ہے کہ اس کی جڑیں مضبوط اور گہری ہوں-عربی زبان میں ''اصول'' کے معنی جڑ کے ہوتے ہیں-

اسلام کے پانچ اصول ہیں جو ''اصول دین'' کہلاتے ہیں-

۱) توحید : اللہ ایک ہے

۲) عدل : اللہ عادل ہے-سب کے ساتھ انصاف کرنے والا ہے اور کسی پر ظلم نہیں کرتا

۳) نبوت : اللہ نے انسان کی رہنمائی کے لئے اپنے پیغمبر بھیجے جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے

۴) امامت : آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیؐ کے بعد بارہ امام ہوئے-

پہلے امام حضرت علی علیہ السلام اور بارہویں امام حضرت مہدی عج علیہ السلام ہیں جو پردۂ غیب میں آج موجود ہیں-

۵) قیامت : یعنی روز محشر، یوم الحساب: اس دن اللہ تعالیٰ تمام بندوں سے ان کے اعمال کا حساب لے گا

اصول دین کے امور میں ''تقلید'' نہیں بلکہ تحقیق واجب ہے

سوالات :

۱) لفظ اسلام کے معنی کیا ہیں؟ رسول اللہ صلعم نے اسلام کی تعریف ایک جملے میں کیسے کی؟

۲) لفظ اصول کے معنی کیا ہیں؟

۳) اسلام کے کتنے اصول ہیں؟ اور کون کونسے ہیں؟

۴) کیا 'اصول' کے معاملے میں تقلید ضروری ہے یا تحقیق؟

اللہ کے انبیاء

انبیاء نبی کی جمع ہے۔انبیاء علیہم السلام وہ ہیں جنہیں اللہ نے اپنے خاص بندوں کی حیثیت سے منتخب کیا ہے، انبیائؑ اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں اور بندوں کو ایسا راستہ بتاتے ہیں جو اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ان کے کام آئے، انبیائؑ رہنما ہوتے ہیں اور عام لوگوں کو بہتر زندگی گذارنے کا راستہ بتاتے ہیں اور ہدایت دیتے ہیں۔

نبیوں کو کس نے سکھایا؟

نبیوں کو اللہ نے سکھایا، اللہ نے نبیوں سے کہا کہ وہ لوگوں کو نیک کام کرنے اور برے کاموں سے دور رہنے کا حکم دیں تا کہ وہ دنیا میں خوشحال زندگی بسر کرسکیں اور آخرت میں اچھا صلہ پائیں۔

انبیاء علیہم السلام لوگوں کو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں اور کہتے ہیں،
"ایک دوسرے سے رحمدلی سے پیش آؤ، اللہ کے دوستوں سے محبت کرو اور جو اللہ کے دشمن ہیں ان سے دشمنی کرو۔ ظالموں کا مقابلہ کرو، اور مظلوموں کی مدد اور ان سے ہمدردی کرو۔"
انبیاء علیہم السلام تمام جن وانس کے ہادی ہیں۔
لوگوں کو سیدھے راستے کا پتہ کیسے چلے؟ اگر سیدھا راستہ بتانے والا اور کوئی رہبر و ہادی نہ ہو؟

اللہ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے (ایک لاکھ چوبیس ہزار) 1,24,000 انبیاء بھیجے۔ ان نبیوں میں پہلے نبی، حضرت آدم علیہ السلام اور آخری نبی ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ 1,24,000 ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں سے پانچ نبی اولوالعزم پیغمبر ہیں۔ چار نبی صاحب کتاب اور تین سو تیرہ ۳۱۳ رسول ہیں۔

اولوالعزم پیغمبر :

۱) حضرت نوح علیہ السلام

۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام

۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام

۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

۵) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمام نبیوں کے سردار ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

ہم پرضروری ہے کہ جب بھی ہم حضرت محمدؐ کا نام لیں یا نام سنیں تو صلوات پڑھیں،

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

الٰہی (ہمارے سردار) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر رحمت بھیج

سوالات :

1) پیغمبر کون ہوتے ہیں؟ اور پیغمبر کیا کرتے ہیں؟ پیغمبر لوگوں سے کیا کہتے ہیں؟

2) اللہ نے کتنے پیغمبر بھیجے؟ پہلے پیغمبر کون ہیں؟ اور آخری پیغمبر کون ہیں؟

3) پانچ اولوالعزم پیغمبر کون ہیں؟ تمام پیغمبروں کے سردار کون ہیں؟ حضرت محمدؐ کا نام سن کر کیا کرنا چاہیے؟

جوڑ کر بتاؤ:

۱) تمام نبیوں کے سردار ....اولوالعزم پیغمبر

۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام ....الٰہی (ہمارے سردار) حضرت محمدؐ اور حضرت محمدؐ کی آل پر رحمت بھیج

۳) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ ....حضرت محمدؐ

آدمؑ اور حوّاؑ

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا کو جنت میں رہنے کا حکم دیا، اللہ نے حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا سے کہا کہ وہ جنت کے تمام پھل اور میوے کھا سکتے ہیں-لیکن ایک پیڑ سے دور رہیں اور اس کا پھل ہرگز ہرگز نہ کھائیں-

شیطان حسد سے جل بھن رہا تھا، شیطان نے ایک بھلے آدمی کا روپ دھارا اور حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا سے ملاقات کی اور انہیں بہکایا کہ اگر وہ اس پیڑ کا پھل کھائیں گے تو فرشتے بن جائیں گے اور انہیں موت کبھی نہیں آئے گی-

جیسے ہی حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا نے پھل کھایا انہیں احساس ہوا کہ شیطان نے انہیں دھوکہ دیا ہے-تب دونوں نے اللہ سے گڑگڑا کر معافی مانگی-

اللہ نے انہیں معاف تو کر دیا لیکن جنت سے زمین پر اترنے کے بعد دونوں احساس ندامت کی وجہ سے برسوں روتے رہے اور خدا سے طلب مغفرت کرتے رہے-

سوالات:

(۱) حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا کو اللہ نے کیا حکم دیا؟

(۲) شیطان نے کیا کیا؟ کیا حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا شیطان کے دھوکے میں آ گئے؟

(۳) اللہ نے حضرت آدمؑ اور حوّا کو معاف کرنے کے بعد کیا کیا؟

خالی جگہیں بھرو

۱) شیطان .... سے جل بھن رہا تھا (غصے، حسد، خوشی)

۲) انہیں احساس ہوا کہ .... نے انہیں دھوکہ دیا ہے (اللہ، جبرئیل، شیطان)

۳) اللہ نے انہیں .... تو کر دیا (معاف، دور، قریب)

ہابیل اور قابیل

حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے ایک کا نام ہابیل اور دوسرے کا نام قابیل تھا- ہابیل نیک اور فرماں بردار بیٹے تھے- حضرت آدمؑ نے ہابیل کو اپنا جانشین منتخب کیا تھا- قابیل کو یہ بات پسند نہیں آئی اور وہ حضرت آدمؑ سے جھگڑنے لگا- تب حضرت آدمؑ نے ہابیل اور قابیل سے کہا کہ دونوں اللہ کے حضور میں قربانی پیش کریں جس کی قربانی اللہ قبول کرے گا وہی حضرت آدمؑ کا جانشین ہوگا- ہابیل بھیڑ بکریوں کی نگرانی کیا کرتے تھے- انہوں نے بہترین بھیڑ منتخب کی اور قربانی کے لئے پیش کیا- قابیل کسان تھا اس نے قربانی کے لئے سڑے ہوئے دھان پیش کئے-

اللہ نے ہابیل کی قربانی قبول فرمائی-

قابیل کو غصہ آ گیا اور اس نے اپنے بھائی سے کہا "میں تمہیں جان سے مار دوں گا-"

ہابیل نے جواب دیا "اگر تم نے مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تب بھی میں تمہیں قتل کرنے کو اپنا ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا، کیونکہ مجھے اللہ کا خوف ہے جو رب العالمین ہے-

قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا لیکن نہیں جانتا تھا کہ ہابیل کی لاش کہاں چھپائے؟

اللہ نے اس کی رہنمائی کے لئے دو کوے بھیجے- ایک کوے نے دوسرے کوے کو مار ڈالا اور چونچ کی مدد سے زمین کھود کر اس کی لاش کو دفن کر دیا- قابیل نے یہ دیکھنے کے بعد اپنے بھائی کو دفن کیا-

سوالات:

۱) حضرت آدمؑ کے بیٹوں کے کیا نام ہیں؟

۲) حضرت آدم نے کس کو اپنا جانشین بنایا؟

۳) ہابیل نے قربانی میں کیا پیش کیا؟ قابیل نے کیا پیش کیا؟

۴) قابیل نے غصے میں آ کر کیا کیا؟ ہابیل کو کیسے دفن کیا؟

۵) ہابیل اور قابیل کے قصے سے ہم کیا سیکھتے ہیں؟

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہیں۔ آپ اپنی قوم سے کہتے تھے کہ اللہ ایک ہے لوگ اللہ پر ایمان لائیں اور اچھے مسلمانوں کی طرح زندگی بسر کریں اور یہ کلمہ پڑھیں،

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

ترجمہ:نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے

حضرت نوح علیہ السلام کئی سال اپنی امت کو سیدھے راستے پر لانے کی کوشش کرتے رہے لیکن لوگ آپ کی باتیں سن کر ہنسی میں اڑا دیتے۔ جب بھی آپ انہیں سمجھانے کی کوشش کرتے وہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے آپ پر پتھر پھینکتے، کبھی کبھار اتنے پتھر پھینکتے کہ آپ پتھروں کے ڈھیر میں دب جاتے۔ حضرت جبرئیل، آپ کی مدد کرتے اور آپ کو پتھروں کے ڈھیر سے باہر نکالتے۔ امت کے سلوک سے تنگ آ کر حضرت نوحؑ نے اللہ سے شکایت کی کہ! ان کی امت نہایت نافرمان ہے۔ تب اللہ نے حضرت نوحؑ کو ایک بڑی کشتی (پانی کا جہاز) بنانے کا حکم دیا۔ حضرت نوحؑ نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی۔

جب آپؑ کشتی بنانے لگے تو لوگ آپؑ پر اور بھی زیادہ ہنسنے لگے، کیونکہ جس جگہ حضرت نوحؑ کشتی بنارہے تھے وہ جگہ سمندر سے بہت دور تھی اور قریب میں کوئی ندی بھی نہیں تھی۔

جب کشتی تیار ہوگئی تب اللہ نے حضرت نوحؑ کو حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھ تمام ایمانداروں اور تمام جانوروں اور پرندوں کے ایک ایک جوڑے کو ساتھ لے کر کشتی پر سوار ہو جائیں۔

جب حضرت نوحؑ اللہ کے حکم کے مطابق کشتی پر سوار ہوگئے تو آسمان سے موسلا دھار بارش ہونے لگی اور زمین سے پانی ابلنے لگا تمام کافر ڈوب مرے۔حضرت نوحؑ کے ایک بیٹے نے کشتی پر سوار ہونے سے انکار کر دیا اور ایک بلند ٹیلے پر چڑھ گیا یہ سوچ کر کہ پانی اتنی اونچائی تک نہیں پہونچ سکے گا اور وہ ڈوبنے سے بچ جائے گا لیکن وہ بھی ڈوب مرا حضرت نوحؑ کی کشتی بھی جھکولے لینے لگی حضرت نوحؑ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی سلامتی کے لئے دعا مانگی اور اپنے تمام ساتھیوں سے **لا الہ الا اللہ** کہنے کیلئے کہا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کی دعا قبول کر لی۔بارش تھم گئی اور پانی زمین میں جذب ہو گیا۔حضرت نوحؑ کی کشتی کوہ جودی کے قریب ٹھہری۔

سوالات:

(۱) حضرت نوح علیہ السلام کون ہیں؟ آپؑ کی باتیں سن کر لوگ کیا کرتے تھے؟

(۲) حضرت نوحؑ نے اللہ سے کیا شکایت کی؟ اللہ نے آپؑ کو کیا بنانے کے لئے کہا؟

(۳) حضرت نوحؑ کشتی کہاں بنارہے تھے؟

(۴) جب حضرت نوحؑ اپنے اصحاب کے ساتھ کشتی میں سوار ہو گئے تو کیا ہوا؟

(۵) کیا حضرت نوحؑ کا بیٹا کشتی میں سوار ہوا؟ اس نے پانی سے بچنے کے لئے کیا کیا؟ کیا وہ زندہ رہا؟

حضرت یونسؑ علیہ السلام

اللہ تعالٰی نے شہر نینوا کے لوگوں کی ہدایت ور ہنمائی کے لئے حضرت یونس علیہ السلام کو منتخب کیا۔ حضرت یونسؑ نینوا کے لوگوں کو ''وحدہ لاشریک لہ'' پر ایمان لانے اور نیک اعمال کرنے کے لئے کہتے لیکن نینوا کے لوگ بڑے ہی ضدی اور ہٹ دھرم تھے۔ جب حضرت یونسؑ ان سے اللہ پر ایمان لانے اور نیک کام کرنے کے لئے کہتے تو وہ ہنستے اور حضرت یونسؑ کا مذاق اڑایا کرتے۔

حضرت یونسؑ اپنی امت سے عاجز آ گئے اور ایک دن آپؑ نے ترک وطن کا فیصلہ کیا اور سمندر کے ساحل پر گئے وہاں آپؑ ایک کشتی پر سوار ہوئے۔

چند دن بعد سمندر میں طوفان آیا، حضرت یونسؑ کی کشتی جھکولے لینے لگی، کشتی کے دوسرے مسافروں نے جب دیکھا کہ ان کی کشتی پر وزن زیادہ ہو گیا ہے اور وہ ڈوبنے والی ہے تو انہوں نے وزن کم کرنے کے لئے ایک شخص کو سمندر میں پھینکنے کا فیصلہ کیا۔ کشتی کے مسافروں نے قرعہ اندازی کے ذریعے اس شخص کو منتخب کرنے کا فیصلہ کیا قرعہ حضرت یونسؑ کے نام نکلا اور لوگوں

نے آپؑ کوسمندر میں پھینک دیا۔

اللہ نے حضرت یونسؑ کو بچانے کے لئے ایک بہت بڑی مچھلی بھیجی، جس نے آپؑ کو نگل لیا۔ آپؑ مچھلی کے پیٹ میں رہنے لگے۔ تب آپؑ کو احساس ہوا کہ نینوا کے لوگوں کو چھوڑ کر کہیں اور جانا مناسب نہیں تھا۔

آپؑ نے اللہ تعالٰی سے معافی مانگی اور یہ دعا پڑھی،

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

ترجمہ: نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور یقیناً میں خطاوار ہوں

(سورۂ انبیاء ۲۱:۸۷)

اللہ نے حضرت یونسؑ کی توبہ قبول کر لی اور آپؑ کو معاف کر دیا اللہ کے حکم سے مچھلی نے حضرت یونسؑ کو سمندر کے کنارے اگل دیا، چند دن آرام کے بعد آپؑ اپنے شہر نینوا واپس ہوئے اور لوگوں میں تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔

سوالات:

(۱) حضرت یونسؑ کس شہر کے لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجے گئے؟ آپؑ لوگوں سے کیا کہتے؟

(۲) حضرت یونسؑ نے امت سے عاجز آ کر کیا کیا؟

(۳) کشتی جھکولے لینے لگی تو لوگوں نے کیا کیا؟

(۴) سمندر میں پھینکے جانے کے بعد کیا حضرت یونسؑ ڈوب گئے؟

(۵) آپؑ نے اللہ سے معافی کہاں مانگی؟ کونسی دعا پڑھی؟

ولادت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "اللہ نے سب سے پہلے حضرت محمدؐ کے نور کو خلق کیا۔"

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت عام الفیل یعنی ۵۷۰ء کے ماہ ربیع الاول کی ۱۷ تاریخ کو ہوئی جمعہ کا دن تھا، سورج ابھی طلوع ہوا تھا کہ آپؐ دنیا میں تشریف لائے۔

اس وقت تک شیطان کو آسمانوں پر جانے کی اجازت تھی لیکن اس دن شیطان کو آسمانوں پر جانے سے روک دیا گیا وہ ایک ننھی سی چڑیا کے بھیس میں کعبۃ اللہ پہنچا، جہاں فرشتے حضرت محمدؐ کی ولادت کا جشن منا رہے تھے۔ حضرت جبرئیلؑ نے شیطان کو چڑیا کے بھیس میں پہچان لیا اور اس کو وہاں سے بھگا دیا۔ لیکن شیطان نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا کہ فرشتے کس خوشی میں یہ جشن منا رہے ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے جواب دیا کہ آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت ہوئی ہے یہ سن کر شیطان روتا، پیٹتا وہاں سے چلا گیا۔

روایت ہے کہ جس دن حضرت محمدؐ کی ولادت ہوئی اس دن تمام بت سجدے میں گر پڑے اور ایران کے بادشاہ کسریٰ کے محل کی دیواروں میں زلزلے سے دراڑیں آ گئیں۔

حضرت عبدالمطلب نے حضرت آمنہ کے گھر پر بادل کا ٹکڑا دیکھا اور دریافت حال کے لئے وہاں پہنچے۔ آپ کو آمنہ کے بیٹے کے متولد ہونے کی اطلاع دی گئی، آپ نے بچے کا نام محمدؐ رکھا۔ اور دعا مانگی کہ آسمانوں اور زمین میں محمدؐ (محمد کے معنی زیادہ قابل تعریف ہیں) کی تعریف ہو۔ روایت ہے کہ اس سے قبل ہی حضرت آمنہ نے اپنے بیٹے کا نام احمد رکھا تھا۔

سوالات :

۱) امام جعفر صادق نے کیا فرمایا؟

۲) رسول اللہ صلعم کی ولادت کب ہوئی؟

۳) رسول اللہ صلعم کی ولادت کی اطلاع، شیطان کو کیسے ملی؟ اس نے کیا کیا؟

۴) جس دن رسول اللہ صلعم کی ولادت ہوئی اس دن کیا ہوا؟

۵) حضرت عبدالمطلب کو رسول اللہ صلعم کی ولادت کی اطلاع کیسے ہوئی؟

حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کا عقد

حضرت محمدؐ کی ولادت باسعادت سے قبل ہی آپ کے والد حضرت عبداللہ انتقال کر گئے تھے اور آپ کی ولادت کے تین سال بعد آپ کی والدہ حضرت آمنہ کا انتقال ہو گیا۔

آپؐ کی پرورش پہلے آپؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے اور پھر آپؐ کے چچا حضرت ابوطالب نے فرمائی۔

جب آپؐ بڑے ہوئے تو آپؐ کا عقد حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا سے ہوا۔

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا بے حد دولت مند تھیں۔

آپؐ نے اپنی پوری دولت اسلام کی تبلیغ کے لئے خرچ کی۔

آپؐ کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔

مکہ کے لوگ کئی معبودوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ ان کے معبود مٹی آٹے، پتھر اور دوسری اشیاء کے بنے ہوتے۔ انہوں نے اپنے تمام معبود کعبۃ اللہ میں رکھے تھے۔

پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ نے ان سے کہا کہ

''وہ بت پرستی چھوڑ دیں اور وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ کی عبادت کریں اور یہ کہ آپؐ اللہ کے پیغمبر ہیں۔''

آپؐ نے مکہ کے لوگوں کو کلمہ پڑھنے اور مسلمان بننے کے لئے کہا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

اللہ کے پیغامات حضرت جبرئیل حضرت محمدؐ تک پہنچاتے۔ یہ پیغامات آیات کہلاتے ہیں تمام آیات قرآن میں جمع کئے گئے ہیں۔

جب حضرت محمدؐ لوگوں کو بت پرستی سے منع کرنے اور اللہ کی عبادت کے لئے کہنے لگے تو مکہ کے لوگ آپؐ کے دشمن بن گئے اور آپؐ کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے آپؐ مکہ سے مدینہ منتقل ہو گئے۔ آپ کا مکہ سے مدینہ کا سفر، سفر ہجرت کہلاتا ہے اور ہجرت سے اسلامی کیلنڈر ہجری کا آغاز ہوتا ہے۔ جب آپؐ مدینہ پہنچے تو مدینہ کے لوگوں نے دین اسلام قبول کر لیا۔ اللہ کے حکم پر آپؐ

نے میدان غدیر میں حضرت علی علیہ السلام کو اپنا جانشین قرار دیا اور کہا کہ حضرت علیؑ آپؐ کے بعد آپؐ کے جانشین اور خلیفہ ہوں گے حضرت محمدؐ نے میدان غدیر میں مسلمانوں سے یہ بھی کہا تھا کہ عنقریب آپؐ کا وصال ہونے والا ہے اور یہ کہ آپؐ کے بعد مسلمان قرآن اور اہل بیت علیہم السلام کا دامن تھامے رہیں۔

حضرت محمدؐ کی وفات مدینہ منورہ میں ۲۸ صفر المظفر کو ہوئی اس وقت آپؐ کی عمر ۶۳ سال تھی۔

سوالات :

۱) رسول اللہ صلعم کا عقد کس سے ہوا؟ آپؐ کی زوجہ کیسی تھیں؟

۲) رسول اللہ صلعم کی بیٹی کیا نام ہے؟

۳) مکہ کے لوگ کس کی پرستش کرتے تھے؟ رسول اللہ صلعم نے ان سے کیا کہا؟

۴) رسول اللہ صلعم نے مکہ سے مدینہ ہجرت کیوں کی؟

۵) رسول اللہ صلعم نے اللہ کے حکم پر اپنا جانشین کسے اور کہاں منتخب کیا؟

ایک نہایت اہم اعلان

اس دن شدت کی گرمی تھی،

پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حج کے بعد مکہ سے مدینہ لوٹ رہے تھے، حضرت محمدؐ کے ساتھ سوا لاکھ مسلمان تھے۔

حضرت محمدؐ نے میدان غدیر میں تمام مسلمانوں کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔

حضرت جبرئیلؑ نے آ کر حضرت محمدؐ سے کہا کہ ان کے پاس ایک نہایت اہم پیغام ہے، اور پیغمبر اسلام کو یہ پیغام تمام مسلمانوں تک پہنچانا ہے۔

لہذا حضرت محمدؐ نے حضرت بلال سے کہا کہ وہ اذان دیں۔

حضرت بلال کی آواز بہت اچھی تھی، اور وہ پیغمبر اسلام کے پسندیدہ مؤذن تھے۔

جب لوگوں نے اذان سنی تو وہ حضرت محمدؐ کے قریب جمع ہو گئے، وہ لوگ بھی جو آگے گئے تھے لوٹ آئے۔

حضرت محمدؐ نے ظہر کی نماز پڑھائی،

اونٹوں کے کجاوے ایک دوسرے پر رکھ کر ایک اونچا مقام بنایا گیا۔

حضرت محمدؐ اس پر چڑھ گئے تا کہ دور دور کھڑے ہوئے لوگ بھی آپؐ کو دیکھ سکیں۔

حضرت محمدؐ نے لوگوں سے کہا،

آپؐ کا وصال عنقریب ہونے والا ہے، اور آپؐ اپنے پیچھے دو اہم چیزیں قرآن اور اہل بیتؑ چھوڑے جا رہے ہیں، آپؐ نے تمام مسلمانوں سے قرآن اور اہل بیتؑ کا دامن تھامے رہنے کے لئے کہا۔

اس کے بعد حضرت محمدؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور کہا کہ:

اللہ کے حکم کے مطابق آپؐ کے بعد حضرت علیؑ مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے۔

آپؐ نے کہا:

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ

"میں جس کا مولا ہوں، علیؑ بھی اس کے مولا ہیں"

حضرت محمدؐ نے تین مرتبہ اس اعلان کو دوہرایا۔ جس کے فوراً بعد جبرئیلؑ اللہ کا ایک اور پیغام لے کر پہنچے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنُکُمْ

آج دین مکمل ہوگیا"

یہی قرآن کی آخری آیت ہے۔

سوالات :

۱) حج سے واپس ہوتے وقت رسول اللہ صلعم کے ساتھ کتنے مسلمان تھے؟

۲) میدان غدیر پر پہنچ کر رسول اللہ صلعم نے کیا حکم دیا؟

۳) حضرت جبرئیلؑ نے آ کر رسول اللہ صلعم سے کیا کہا؟

۴) حضرت بلالؓ کو رسول اللہ صلعم نے کیا حکم دیا؟

۵) حضرت بلالؓ کی اذان سن کر لوگوں نے کیا کیا؟

۶) رسول اللہ صلعم اونٹوں کے کجاوے جمع کر کے ان پر کیوں کھڑے ہوئے؟

۷) رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں سے کیا کہا؟

۸) قرآن اور اہل بیت کا دامن تھامنے کی ہدایت کس نے دی؟

۹) حضرت علیؑ کا ہاتھ اٹھا کر رسول اللہ صلعم نے کیا کہا؟

۱۰) اس کے بعد جبرئیلؑ کیا پیغام لائے؟

امامت

امامت چوتھا اصول دین ہے۔

امام کے معنی ہادی اور رہبر کے ہیں، امام کی جمع ائمہ ہے۔

ہمارے بارہ امام ہیں:

پہلے امام حضرت علیؑ علیہ السلام اور آخری امام حضرت امہدی آخرالزماں علیہ السلام ہیں۔

پیغمبر کے مانند امام بھی معصوم اور اپنے دور میں ایک مکمل ہادی ور رہبر ہوتا ہے۔

ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں عملی طور پر دین اسلام کو ایک مکمل اور کامل دین بنا دیا تھا۔ جس طرح کہ کوئی معمار کسی عمارت کو مکمل کرتا ہے۔ائمہ علیہم السلام دین کے نگران ہیں۔ جیسے کہ کسی عمارت کو نگران کی ضرورت ہوتی ہے۔

ائمہ علیہم السلام اللہ کے منتخب بندے ہوتے ہیں۔ عام لوگ ائمہ کا انتخاب نہیں کر سکتے۔

ائمہ کا معصوم ہونا ضروری ولازمی ہے۔ ان کا کوئی کام اللہ کی مرضی کے خلاف نہیں ہوتا۔

ائمہ سے معجزے بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

بارہ ائمہ کے نام :

(۱)	پہلے امام	حضرت **علی**	علیہ السلام
(۲)	دوسرے امام	حضرت **حسن**	علیہ السلام
(۳)	تیسرے امام	حضرت **حسین**	علیہ السلام
(۴)	چوتھے امام	حضرت **زین العابدین**	علیہ السلام
(۵)	پانچویں امام	حضرت **محمد باقر**	علیہ السلام
(۶)	چھٹے امام	حضرت **جعفر صادق**	علیہ السلام
(۷)	ساتویں امام	حضرت **موسیٰ کاظم**	علیہ السلام
(۸)	آٹھویں امام	حضرت **علی رضا**	علیہ السلام
(۹)	نویں امام	حضرت **محمد تقی**	علیہ السلام
(۱۰)	دسویں امام	حضرت **محمد نقی**	علیہ السلام
(۱۱)	گیارھویں امام	حضرت **حسن عسکری**	علیہ السلام
(۱۲)	بارھویں امام	حضرت **مھدی آخرالزماں**	علیہ السلام

سوالات:

(1) امام کے معنی کیا ہیں؟ ہمارے کتنے امام ہیں؟

حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت باسعادت ۲۰ جمادی الآخر (ہجرت سے آٹھ سال قبل) ہوئی۔

آپ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی اکلوتی بیٹی تھیں۔

جن دنوں کفار مکہ نے مسلمانوں کے لئے دانہ، پانی بند کر دیا تھا اور تمام مسلمان حضرت ابو طالب کی سرپرستی میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ مکہ کے قریب واقع پہاڑی شعب ابی طالب میں رہنے لگے تھے۔ حضرت فاطمہؑ بہت ہی چھوٹی تھیں۔ اس کمسنی میں آپ تین سال اس صحرا میں رہی تھیں۔

جب آپ کی عمر پانچ سال تھی تو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ کی وفات ہوگئی۔ وفات سے قبل حضرت خدیجہ کئی دن بیمار رہیں۔ حضرت فاطمہؑ اس چھوٹی سی عمر میں والدہ کی خدمت کیا کرتیں۔

رسول اللہ صلعم کو کفار مکہ بہت تنگ کیا کرتے ان دنوں بھی حضرت فاطمہؑ اپنے والد رسول اللہ صلعم کی خدمت کرتیں۔ جب رسول اللہ صلعم پر پتھر، غلاظت اور کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا تو آپؐ زخمی حالت میں گھر لوٹتے، آپ کا لباس بھی گندہ ہو جاتا۔

حضرت فاطمہ رسول اللہ کے زخم صاف کرتیں جسم سے گندگی پاک کرتیں اور لباس بھی پاک کرتیں۔

آپ کی اس خدمت کو دیکھ کر آپ کو "ام ابیھا" (والد کی ماں) کا لقب دیا گیا۔

رسول اللہ صلعم اپنی بیٹی کو بے حد چاہتے اور عزت کیا کرتے،

اگر رسول اللہ صلعم بیٹھے ہوتے اور حضرت فاطمہؑ آجاتیں تو آپؐ بیٹی کی تعظیم میں کھڑے ہو جایا کرتے۔

حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی زندگی ہر مسلم عورت کے لئے بہترین نمونۂ عمل ہے۔

آپ کا عقد حضرت علی علیہ السلام سے ہوا۔

آپ کے چار بچے ہوئے۔ امام حسن علیہ السلام امام حسین علیہ السلام، حضرت زینبؑ اور حضرت ام کلثومؑ،

آپ کے پانچویں فرزند حضرت محسن علیہ السلام ولادت سے قبل ہی شہید ہو گئے۔

جب رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد حضرت علیؑ کے گھر کا دروازہ توڑا گیا تو دروازہ حضرت فاطمہؑ کے اوپر گرا تھا۔ جس سے حضرت محسن کی شہادت ہوئی اور اس کے کچھ عرصے بعد حضرت فاطمہؑ کی شہادت ہوئی۔

حضرت فاطمہؑ مدینہ کی عورتوں کو دین کی تعلیم دیا کرتیں ان کے دکھ سکھ میں شریک ہوتیں اور مدد کرتیں۔

اپنے والد رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد آپؑ بے حد دکھی رہیں۔

خلیفہ وقت نے آپؑ سے وہ باغ (فدک) بھی چھین لیا جو رسول اللہ صلعم نے آپؑ کو تحفے میں دیا تھا۔

آپؑ کی شہادت صرف ۱۸ سال کی عمر میں ۱۳ جمادی الاول ۱۱ ہجری کو والد رسول اللہ صلعم کے انتقال کے صرف ۷۵ دن بعد ہوئی۔ (ایک روایت کے مطابق ۳/ جمادی الثانی)

آپؑ کی وصیت کے مطابق حضرت علیؑ نے آپؑ کو رات کے وقت دفن کیا۔

سوالات :

۱) حضرت فاطمہؑ کی ولادت کب ہوئی؟

۲) آپؑ اپنے والدین رسول اللہ صلعم اور حضرت خدیجہ کی کس طرح خدمت کیا کرتی تھیں؟

۳) حضرت فاطمہؑ کے متعلق رسول اللہ صلعم نے کیا فرمایا؟

۴) آپؑ کی شہادت کب اور کیسے ہوئی؟ اس وقت آپؑ کی عمر کتنی تھی؟

پہلے امام

حضرت امام علی علیہ السلام

حضرت علی علیہ السلام کی ولادت کعبۃ اللہ میں ۱۳ رجب المرجب ۳۰ عام الفیل میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام عمران تھا، لیکن آپ اپنے لقب حضرت ابوطالب علیہ السلام سے مشہور ہیں۔ آپ کی والدہ کا اسم گرامی حضرت فاطمہ بنت اسد تھا۔

حضرت علیؑ نہایت شجاع اور بہادر تھے۔ اسلام کی تمام جنگوں کے ہیرو تھے۔ آپ کی تلوار کا نام "ذوالفقار" ہے۔

حضرت علیؑ تمام علوم سے آگاہ تھے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے:

اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا

ترجمہ: میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کے دروازہ

جب حضرت علیؑ کی عمر ۲۲ سال تھی، رسول اللہ صلعم نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی، کیونکہ کفار مکہ آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سونے کے لئے کہا تا کہ کفار مکہ جنہوں نے آپؐ کے گھر کو نرغے میں لے رکھا تھا یہ نہ جان سکیں کہ رسول اللہ صلعم گھر میں ہیں یا نہیں۔

رسول اللہ صلعم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا عقد حضرت علیؑ سے کیا اور ان کے پانچ بچے ہوئے جن کے نام حسنؑ، حسینؑ، زینبؑ، کلثومؑ اور محسنؑ کی شہادت شکم مادر میں واقع ہوئی۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے حکم پر حضرت علیؑ کو اپنا جانشین وارث اور خلیفہ منتخب کیا۔

۱۹ رمضان ۴۰ ہجری کو کوفہ کی مسجد میں جب حضرت علیؑ سجدے میں تھے، عبدالرحمٰن ابن ملجم نے زہریلی تلوار سے آپؑ کے سر پر وار کیا۔ دو دن بعد ۲۱ رمضان کو آپ کی شہادت ہوئی۔

آپ نجف اشرف عراق میں دفن ہیں۔

سوالات :

۱) حضرت علی علیہ السلام کی ولادت کب ہوئی ؟ آپ کے والدین کے کیا نام ہیں؟

۲) حضرت علیؑ کی تلوار کا نام کیا تھا؟

۳) حضرت علیؑ کے علم کے متعلق رسول اللہ صلعم نے کیا فرمایا ؟

۴) آپ کے کتنے بچے تھے؟

۵) حضرت علیؑ کی شہادت کب اور کیسے ہوئی ؟ آپ کہاں دفن ہیں؟

دوسرے امام

حضرت امام حسن علیہ السلام

دوسرے امام حضرت امام حسن علیہ السلام کی ولادت مدینہ منورہ میں ۱۵ رمضان ۳ ھجری کو ہوئی- آپ کے والد حضرت علی علیہ السلام اور والدہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں- آپ رسول اللہ صلعم کے پہلے نواسے ہیں- جب رسول اللہ صلعم کو امام حسنؑ کی ولادت کی اطلاع ہوئی تو آپ بے حد خوش ہوئے-

جب حضرت امام حسنؑ سات دن کے ہوئے تو رسول اللہ صلعم نے آپ کا عقیقہ کیا- آپ کے سر کے بال اتارے گئے اور ان کے ہم وزن چاندی غریبوں میں تقسیم کی گئی- اس موقع پر ایک جانور کی قربانی بھی دی گئی رسول اللہ صلعم نے مدینہ کے لوگوں کو دعوت بھی دی تھی- اس رسم کو عقیقہ کہتے ہیں-

جب حضرت امام حسنؑ بڑے ہوئے تو آپ اپنے نانا رسول اللہ صلعم کے خطبات سننے مسجد جانے لگے- مسجد سے آپ جب گھر لوٹتے تو آپ کی والدہ حضرت فاطمہؑ آپ سے خطبات کے متعلق پوچھتیں اور حضرت حسنؑ اپنی والدہ کو پورا خطبہ سنایا کرتے-

آپؑ جب وضو کرتے تو کانپنے لگتے اور آپ کا چہرہ زرد پڑ جاتا جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا،

"کیا تم نہیں جانتے کے اس وقت میں اللہ کے حضور میں کھڑا ہوتا ہوں- معاویہ امام حسنؑ کا دشمن بن گیا تھا، معاویہ ہی نے امام حسنؑ کو ان ہی کی ایک بیوی جعدہ بنت اشعث کے ذریعے زہر دلوا کر شہید کیا تھا- آپ کی شہادت ۲۸ صفر ۵۰ ھجری کو ہوئی- آپ جنت البقیع مدینہ میں دفن ہیں-

سوالات :

۱) امام حسن علیہ السلام کی ولادت کب اور کہاں ہوئی ؟

۲) آپ کا عقیقہ کب ہوا؟ کس نے کیا؟ کیسے کیا؟

۳) بڑے ہو کر آپ کیا کرتے تھے؟

۴) آپ کو کس نے کیسے اور کب شہید کیا؟

تیسرے امام

حضرت امام حسین علیہ السلام

حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت مدینہ منورہ میں ۳ شعبان المعظم ۴ ہجری کو ہوئی۔
آپؑ کے والدین حضرت امام علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔
آپؑ کی ولادت کے دن اللہ نے رسول اللہ صلعم، حضرت علیؑ اور فاطمہؑ کو مبارکباد دینے جبرئیلؑ کو بھیجا۔ عرش سے فرش کے راستے میں جبرئیلؑ ایک جزیرے سے گزرے جہاں ایک فرشتہ فطرس اپنی سزا جھیل رہا تھا۔ فطرس کے پر بھی سلب کر لئے گئے تھے۔ جبرئیلؑ کو دیکھ کر فطرس نے پوچھا،
''آپؑ کہاں جا رہے ہیں، جبرئیلؑ؟''
جبرئیلؑ نے کہا کہ وہ رسول اللہ صلعم اور اہل بیت کو حضرت امام حسینؑ کی ولادت پر مبارکباد دینے کے لئے جا رہے ہیں۔
''کیا میں آپ کے ساتھ آ سکتا ہوں؟'' فطرس نے پوچھا،
اللہ کی اجازت سے جبرئیلؑ نے فطرس کو ساتھ لیا۔ دونوں فرشتوں نے رسول اللہ کو مبارکباد پیش کی۔
فطرس نے اپنے بازو امام حسینؑ کے جھولے سے مس کئے اور اس کے پر نکل آئے۔
فطرس نے رسول اللہ صلعم کا شکریہ ادا کیا،
جب وہ عرش پر لوٹا تو تمام فرشتوں نے پوچھا کہ
''اس نے کونسی خوشبو استعمال کی ہے، کہ پورا عرش معطر ہو گیا ہے''
فطرس نے کہا کہ:
''میں خوش قسمت ہوں کہ صرف مجھ کو حضرت امام حسینؑ کے جھولے کو چھونے کی سعادت نصیب ہوئی''۔
رسول اللہ صلعم، امام حسینؑ کو بے حد چاہتے اور فرمایا کرتے کہ ایک دن ایسا بھی آئے گا جب حسینؑ اسلام کو بچائیں گے اور

بھوکے پیاسے شہید کئے جائیں گے-یزید ایک نہایت ہی بدکردار، ظالم اور اسلام دشمن شخص تھا جو مسلمانوں کا بادشاہ بن بیٹھا تھا اس نے پیغمبر اسلام کی تمام تعلیمات اور شریعت کو بدلنے کی کوشش کی تھی-اس نے بندروں کو علماء کا لباس پہنا کر منبر رسولؐ پر بٹھایا تھا جو بھی شخص اس کے حکم کی مخالفت کرتا وہ اس شخص کو قتل کردیا کرتا-اس نے امام حسینؑ سے بھی اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے اور اس کے احکامات کی تعمیل کرنے کا مطالبہ کیا-

امام حسینؑ نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انکار کردیا-

یزید نے امام حسینؑ کو قتل کرنے کے لئے ہزاروں سپاہیوں کی فوج بھیجی جس نے کربلا میں امام کو نرغے میں لے کر امام حسینؑ اور ان کے اہل خاندان اور وفادار اصحاب کو بھوکا پیاسہ شہید کردیا-

۱۰ محرم الحرام ۶۱ ھجری (یوم عاشورہ) کو کربلا میں یزید کی فوج نے امام حسینؑ، آپؑ کے اصحاب اور آپؑ کے خاندان کے مردوں کو یہاں تک کہ آپ کے چھ ماہ کے بچے علی اصغرؑ کو بھی شہید کردیا-عورتوں، بچوں اور چوتھے امام حضرت زین العابدینؑ کو جو اس وقت بیمار تھے قیدی بنایا گیا-امام حسینؑ اور کربلا کے دوسرے شہداء، کربلائے معلی میں دفن ہیں-

سوالات :

۱) امام حسینؑ کی ولادت کب اور کہاں ہوئی؟ اللہ نے کیا کیا؟

۲) فطرس حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ کیوں ہوگیا؟

۳) امام حسینؑ نے اسلام کو کیسے بچایا؟

۴) یزید کیسا بادشاہ تھا؟ وہ امام حسینؑ سے کیا چاہتا تھا؟

۵) امام حسینؑ کے انکار پر یزید نے کیا کیا؟

چوتھے امام

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی ولادت باسعادت ۵/شعبان المعظم ۳۸ ھجری کو ہوئی۔

آپؑ کے والد حضرت امام حسین علیہ السلام اور والدہ ایران کی شہزادی حضرت شہر بانو تھیں۔

آپؑ کا لقب زین العابدین تھا یعنی، عبادت گزاروں کی زینت۔

آپؑ کا ایک اور لقب سید الساجدین ہے۔ یعنی، سجدہ کرنے والوں کے سردار۔

کربلا میں روزِ عاشورہ کو امام حسینؑ اور آپؑ کے تمام اصحاب بھائیوں، بیٹوں، بھتیجوں اور بھانجوں کی شہادت کے بعد امام زین العابدینؑ جو اس وقت بے حد بیمار تھے، عورتوں اور چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ قیدی بنائے گئے۔

آپؑ کو زنجیروں میں جکڑا گیا۔ آپؑ کی گردن میں طوق ڈالا گیا۔ عورتوں اور بچوں کو اونٹوں پر باندھا گیا، اور ان تمام قیدیوں کو کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے دمشق (شام) لیجایا گیا اور امام زین العابدینؑ کو اونٹوں کے پیچھے پیچھے پورے راستہ پیدل چلا گیا۔

دمشق میں امام زین العابدینؑ اور تمام قیدیوں کو یزید کے دربار میں پیش کیا گیا۔

امام زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔

لیکن آپؑ نے یزید سے کہا کہ وہ بدکردار ظالم اور اسلام دشمن ہے اور اللہ اس کو سزا دے گا۔

یزید نے امام زین العابدینؑ اور تمام قیدیوں کو ایسے قید خانے میں رکھا جس کی چھت نہیں تھی، دن بھر امام اور قیدیوں پر دھوپ پڑتی اور رات میں اوس پڑتی۔

قید سے رہائی کے بعد امام زین العابدینؑ لوگوں کو اسلام کی تعلیمات اور شریعت سے آگاہ کرتے،

آپؑ اپنے والد شہید کربلا امام حسینؑ کا سوگ منانے کے لئے مجالس عزا منعقد کرتے۔

ان مجالس میں یزید کے ظلم وجبر اور شہداء کربلا کی قربانیوں اور دمشق کے قید خانے کی صعوبتوں کا ذکر کرتے - آپؑ نے دعاؤں کی ایک کتاب بھی تصنیف فرمائی جو

"**صحيفة الكامله**" یا "**صحيفة السجاديه**" کہلاتی ہے۔

امام زین العابدینؑ کو ایک اور ظالم حکمراں ولید نے قتل کردیا۔

آپؑ کی شہادت ۲۵/محرم ۹۰ ھجری کو ہوئی۔

آپؑ جنت البقیع مدینہ میں دفن ہیں۔

سوالات:

۱) چوتھے امام کا نام کیا ہے؟ آپؑ کے القاب کیا ہیں؟

۲) چوتھے امام کی ولادت کب ہوئی؟ آپؑ کو کس نے شہید کیا؟ آپؑ کہاں دفن ہیں؟

۳) کربلا سے شام تک چوتھے امام کو کس طرح لے جایا گیا؟

۴) یزید کی قید سے رہائی کے بعد چوتھے امام نے کیا کیا؟

۵) چوتھے امام کی دعاؤں کی کتاب کا نام کیا ہے؟

محرم

ماہ محرم الحرام اسلامی سال یعنی ہجری کیلنڈر کا پہلا سال ہے۔ جب اسلامی سال شروع ہوتا ہے دنیا بھر میں مسلمان پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے اور پہلے امام حضرت علیؑ کے بیٹے حضرت امام حسین علیہ السلام ان کے اہل خاندان (آل رسول) اور اصحاب کی دین اسلام کو بچانے کے لئے قربانیوں اور شہادت کو یاد کرتے ہیں۔

کربلا کی تاریخ بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہبری کے لئے اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے اللہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ہیں۔ اللہ نے انسان کی ہدایت اور رہبری کے لئے حضرت محمدؐ کو معجزاتی کتاب قرآن مجید دی۔ قرآن اللہ کا کلام اور ہم بندوں کے لئے زندگی کا دستور ہے۔ اللہ نے بنی نوع انسان کے لئے روشنی اور ہدایت کی یہ کتاب حضرت محمدؐ پر نازل فرمائی۔ قرآن ہم بندوں کو زندگی کے اعلیٰ ترین اقدار کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن بندوں کو ایثار وقربانی کا درس دیتا اور ظلم اور

ظالموں کے خلاف جدوجہد کی تلقین کرتا ہے۔ظلم اور ظالموں کے خلاف سر نہ جھکانا، سمجھوتہ نہ کرنا اور موت سے نہ ڈرنا قرآنی تعلیمات ہیں۔

حجۃ الوداع کے بعد حضرت محمد مصطفیٰؐ نے اللہ کے حکم پر اعلان کیا کہ آپؐ کے بعد حضرت علیؑ مسلمانوں کے خلیفہ اور امام ہوں گے۔حضرت محمدؐ نے اعلان کیا تھا کہ:

"مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ "

میں جس کا مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں

اس موقع پر اللہ نے آیت نازل فرمائی۔ایک اہم اعلان سے ۲۸صفر ۱۱ھ کو حضرت محمد مصطفیٰؐ کی وفات کے بعد مدینہ کی سیاسی صورتحال کے باعث حضرت علیؑ نے خاموشی اختیار کی۔آپؑ دینی کتابوں کی تصنیف اور لوگوں کی رہنمائی میں مصروف ہو گئے۔خلیفہ سوم عثمان بن عفان کے قتل کے بعد مسلمانوں نے حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ تسلیم کیا اور آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ لیکن معاویہ ابن ابوسفیان نے آپ کی مخالفت شروع کر دی اور اپنے قبیلے بنی امیہ کو اپنے گرد جمع کر لیا تھا۔اپنے چار سالہ دور خلافت میں حضرت علیؑ کو تین اہم جنگیں لڑنی پڑیں یہ تینوں جنگیں حضرت علیؑ نے فیصلہ کن طور پر فتح کیں ان میں سب سے اہم جنگ صفین تھی۔ان جنگوں میں شکست کے بعد معاویہ اس نتیجے پر پہنچا کہ اس کی فوجی طاقت حضرت علیؑ اور آپؑ کی ذوالفقار کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔عبدالرحمٰن ابن ملجم نے ۱۹رمضان المبارک ۴۰ھجری کو کوفہ کی مسجد میں زہر آلود تلوار سے حضرت علیؑ کے سر پر وار کیا اس وقت حضرت علیؑ نماز فجر ادا کر رہے تھے۔دو دن بعد ۲۱رمضان کو حضرت علیؑ کی شہادت ہوئی۔

اس کے فوراً بعد معاویہ نے دمشق (شام) سے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔جب کہ اللہ کا حکم تھا کہ حضرت علیؑ کے جانشین امام حسنؑ ہوں گے۔ حالات کے پیش نظر حضرت حسنؑ نے امت کو مزید خونریزی سے بچانے کے لئے معاویہ سے مصلحتاً ایک معاہدہ کیا۔جس کے فوراً بعد معاویہ نے حضرت امام حسنؑ کو آپؑ ہی کی ایک زوجہ جعدہ بنت اشعث کے ذریعے زہر دلوا کر شہید کیا یزید معاویہ کا بگڑا ہوا بیٹا اور ہر طرح کی عیاشیوں اور برائیوں میں مدہوش رہا کرتا تھا۔معاویہ نے یزید کو اپنا ولی عہد بنا دیا۔

معاویہ کے مرتے ہی یزید نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا اور تخت خلافت پر بیٹھتے ہی اس نے شریعت کو بدلنا حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنانا شروع کر دیا۔ بیت المال کو اپنی عیاشیوں، جوئے اور شراب نوشی پر خرچ کرنے لگا۔ غریبوں کے حقوق کو کچل کر محل تعمیر کرنے لگا۔ خلافت کا اعلان کرتے ہی یزید نے امام حسینؑ سے بیعت کا مطالبہ کیا۔ لیکن امام حسینؑ نے جو خلافت کے اصلی حقدار تھے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ لیکن یزید عام مسلمانوں سے زبردستی بیعت لینے لگا جو مسلمان یزید کی بیعت سے انکار کرتے انہیں قتل کر دیا جاتا۔ یزید اپنے تمام برے اور شریعت کے خلاف کاموں کو جائز قرار دینا چاہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے امام حسینؑ سے بیعت لینے کی کوشش کی پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰؐ کے نواسے حضرت علیؑ کے بیٹے حضرت امام حسینؑ جو خلافت کے اصل وارث اور اسلام کے محافظ تھے یزید کے ہاتھ پر بیعت کیسے کرتے؟ یزید نے امام حسینؑ کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا اس نے سوچا کہ اس طرح وہ دین اسلام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تباہ کر سکے گا اور ساتھ ہی اپنے آباء و اجداد کے جنگ بدر میں قتل کا بدلہ لے سکے گا۔

حالات اتنے بگڑ چکے تھے کہ امام حسینؑ نے یزید اور اس کے مقاصد کو شکست دینے کا فیصلہ کیا۔ امام حسینؑ نے مدینہ سے ۲۸ رجب المرجب ۶۰ ہجری کو کوچ کرتے وقت اعلان کیا "اسلام تباہ ہو جائے گا اگر اس کی باگ ڈور یزید جیسے چرواہے کے ہاتھ میں چلی گئی"

امام حسینؑ اپنے اہل خاندان بہن حضرت زینبؑ بھائی حضرت عباسؑ بیٹے حضرت علی اکبرؑ اور چند دنوں کے بچے حضرت علی اصغرؑ بھانجوں عون و محمد اور بھتیجے حضرت قاسم اور دوسرے اصحاب کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہوئے اور مکہ معظمہ پہنچے جہاں آپ نے حاجیوں اور دوسرے مسلمانوں کو یزید اور اس کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا۔ حج سے قبل ہی امام حسینؑ مکہ معظمہ کے سفر پر روانہ ہوئے اور ۲ محرم الحرام ۶۱ ہجری کو کربلا کر پہنچے۔ امام حسینؑ کو وہاں یزیدی لشکر نے روک لیا۔ امام نے اعلان کیا "میں ہرگز یزید کے ہاتھ پر بیعت کرکے ذلت و خواری قبول نہیں کروں گا۔ میری نظر میں موت ایسی ذلت سے کہیں زیادہ برتر ہے میں اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے جان دینے کے لئے تیار ہوں۔" کربلا میں یوم عاشورہ یعنی ۱۰ محرم کو یزید کے ہزاروں سپاہیوں سے امام حسینؑ، آپ کے اہل خاندان اور اصحاب نے مقابلہ کیا۔ یزیدی فوج نے آپؑ پر آپ کے ساتھیوں پر تین دن

سے پانی بند کر رکھا تھا۔ لیکن امام اور امام کے ساتھیوں نے بہادری سے مقابلہ کیا اور جام شہادت نوش فرمایا۔ یزیدی فوج نے چھ ماہ کے شیر خوار حضرت علی اصغرؑ تک کو شہید کر دیا۔ امام حسینؑ نے یزیدی فوج سے پیاسے علی اصغرؑ کو پانی دینے کی درخواست کی تھی لیکن حرملہ کا تیر علی اصغرؑ کے حلق میں لگا اور علی اصغرؑ شہید ہو گئے۔

امام حسینؑ اور آپ کے ساتھیوں (جملہ ۷۲ افراد) کی شہادت کے بعد یزیدی فوج نے آپؑ کے خاندان کی عورتوں اور بچوں کو آپؑ کی بہن حضرت زینبؑ کو اور آپؑ کے جانشین اور بیمار فرزند امام زین العابدینؑ کو گرفتار کیا اور بارہ دن کوفہ کے قید خانہ میں رکھا پھر وہاں سے دمشق یزید کے دربار میں پیش کیا۔

یزید نے سوچا تھا کہ اس طرح اس نے جنگ بدر میں اپنے آباء واجداد کی شکست کا بدلہ لے لیا اور دین اسلام کو تباہ کر دیا ہے لیکن امام حسینؑ اور آپؑ کے اہل خاندان اور اصحاب نے اپنی جان دے کر دین اسلام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا۔ تاریخ میں ایثار و قربانی کی ایسی دوسری مثال نہیں ملتی۔

امام حسینؑ کی یہ قربانی عظیم ترین قربانی ہے وہ ہمارے لئے قیامت تک کے لئے مثال ہے ہمیں چاہیے کہ ہم ہر دور میں امام حسین کی مثال پر عمل کریں اور دین اسلام کو محفوظ رکھنے اور اللہ کے حکم اور قرآنی تعلیمات پر عمل کریں۔

امام جعفر صادق نے فرمایا:

ہر دن عاشورہ ہے اور ہر مقام کربلا ہے

لیکن میں جہاد کرنا چاہتا ہوں

امام حسین علیہ السلام شب عاشورہ شہدا کے ناموں کا اعلان کر رہے تھے۔

حبیب ابن مظاہر............

ایک کے بعد ایک آپؑ نے تمام شہداء کے ناموں کا اعلان کر دیا۔ امام حسنؑ کے فرزند تیرہ سالہ حضرت قاسمؑ نے شہداء کے ناموں میں اپنا نام نہ پایا اور بے چین ہونے لگے۔ آپؑ کو قرار نہ آیا اور چچا سے پوچھ بیٹھے،

''چچا جان کیا شہداء میں میں شامل نہیں ہوں؟''

بھتیجے کے سوال کا جواب دینے کی بجائے امام حسینؑ نے پوچھا،

''بیٹا قاسم تمہاری نظر میں موت کیسی ہے؟''

حضرت قاسمؑ نے جواب دیا ''چچا جان! (راہ خدا میں) موت میرے لئے شہد سے بھی زیادہ شیریں ہے۔''

یوم عاشورہ عون و محمد کی شہادت کے بعد حضرت قاسم امام حسین کے پاس گئے اور جنگ کی اجازت طلب کی۔ امام حسینؑ نے کہا ''بیٹا میں تمہیں مرنے کی اجازت کیسے دوں۔''

حضرت قاسم چپ ہو گئے۔ لیکن جذبۂ شہادت انہیں بے چین کر رہا تھا۔ اسی بے چینی کے عالم میں وہ اپنی والدہ کے پاس گئے۔ حضرت فرویٰ نے دیکھا کہ ان کے بیٹے کا چہرہ اترا ہوا ہے انہوں نے بیٹے سے اداسی کی وجہ پوچھی اور جب انہیں معلوم ہوا کہ امام حسین بھتیجے کو جنگ کی اجازت نہیں دے رہے ہیں تب انہوں نے حضرت قاسم کو یاد دلایا کہ امام حسنؑ نے انہیں ایک خط دیا تھا۔ حضرت قاسم کو بھی وہ خط یاد آ گیا۔ امام حسنؑ نے یہ خط دیتے ہوئے کہا تھا ''بیٹا جب تم پر کوئی بڑی مصیبت ٹوٹ پڑے تب یہ خط پڑھنا۔ حضرت قاسم نے خط کھول کر پڑھا خط پڑھتے ہی آپ کا چہرہ دمکنے لگا اور آپ یہ خط لے کر چچا کے پاس گئے اور خط دیا۔ امام حسینؑ نے خط لے کر آنکھوں سے لگایا، چوما اور پڑھنے لگے۔ پڑھتے پڑھتے آپؑ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ امام حسنؑ نے لکھا تھا ''بیٹا قاسم کربلا میں تم میرا فدیہ ہو جب میرا بھائی حسینؑ کربلا میں ہزاروں کے نرغے میں گھر جائے تم میری

جانب سے جنگ کرنا- خط پڑھنے کے بعد امام حسینؑ حضرت قاسم کو جنگ کی اجازت دینے پر مجبور ہو گئے بھائی کی وصیت کو نظر انداز نہیں کر سکتے تھے-

حضرت قاسم گھوڑا دوڑاتے ہوئے میدان جنگ میں پہنچے- دشمن کو للکارا اور اپنا تعارف کروایا- اور آپ نے پوری طاقت سے لشکر یزید پر حملہ کیا اور بے شمار فوجیوں کو واصل جہنم کیا- لڑتے لڑتے آپ کی نظر عمر بن سعد پر پڑی جو گھوڑوں کو پانی دے رہا تھا- آپؑ نے کہا "اے عمر ابن سعد تجھ کو شرم آنی چاہیے- امام حسینؑ کے بچے پیاسے تڑپ رہے ہیں اور تو اپنے گھوڑوں کو سیراب کر رہا ہے- عمر ابن سعد نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے؟ جب اسے معلوم ہوا کہ یہ لڑکا امام حسنؑ کا لخت جگر ہے اس نے اپنے سب سے جری اور دیو ہیکل پہلوان ارزق شامی کو حضرت قاسم کے مقابلے پر جانے کا اشارہ کیا لیکن ارزق شامی نے کسی کمسن لڑکے سے لڑنے میں ذلت محسوس کی اور اپنے چار بیٹوں میں سے ایک کو بھیجا- حضرت قاسم نے ایک کے بعد ایک اس کے چاروں بیٹوں کو واصل جہنم کیا بیٹوں کی موت نے ارزق شامی کو پاگل کر دیا اور وہ خود مقابلے کے لئے نکل کھڑا ہوا- جب امام حسینؑ نے ارزق کو بڑھتے دیکھا تو آپ بے چین ہو گئے-

حضرت قاسم نے ارزق کا بھی کام تمام کیا- عمر ابن سعد نے اپنی فوج کو حضرت قاسم پر حملے کا اشارہ کیا اور حضرت قاسم پر چاروں طرف سے تیر پتھر نیزے پھینکے جانے لگے- آپ زخموں سے چور ہو کر جب گھوڑے سے گرنے لگے تو آپ نے چچا کو مدد کے لئے پکارا- امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ بھتیجے کی مدد کے لئے دوڑے لشکر یزید میں بھگدڑ مچ گئی ادھر کے سوار ادھر اور ادھر کے سوار ادھر دوڑنے لگے اور حضرت قاسم گھوڑوں کے سموں کے نیچے روندے گئے- آپ کی نعش پارہ پارہ ہو گئی- جب امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ وہاں پہنچے تو انہیں حضرت قاسم کی نعش ٹکڑوں میں ملی- امام نے چادر بچھائی اور حضرت قاسم کی نعش کے ٹکڑے چادر میں جمع کیے-

سوالات:

۱) امام حسینؑ نے حضرت قاسم کو جنگ کی اجازت کیوں نہیں دی؟

۲) حضرت قاسم نے جنگ کی اجازت کیسے حاصل کی؟

۳) حضرت قاسم کی جنگ کا حال بیان کیجئے؟

قیامت

قیامت پانچواں اصول دین ہے-
قیامت کے معنی روز حساب ہے
کوئی بھی انسان ہمیشہ زندہ نہیں رہتا، کسی نہ کسی وقت موت آتی ہی ہے اللہ ہی ہمیں جلاتا ہے اور اللہ ہی ہمیں مارتا ہے-
قرآن مجید میں اللہ نے کہا ہے کہ اس نے زندگی اور موت بندوں کی آزمائش کے لئے بنائے ہیں، تا کہ دیکھے کہ زندگی میں کون اچھے کام کرتا ہے-

اِلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً

ترجمہ: موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کام میں سب سے اچھا کون ہے (سورہ ملک ۶۷:۲)

اللہ نے موت اس لئے خلق کی کہ ہم بندے اچھے کام کریں اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کریں- اسلام ہمیں قیامت کے دن کے لئے خود کو تیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے- قیامت کے دن اللہ تمام لوگوں کو زندہ کرے گا- اچھے کاموں کے لئے اللہ انعام اور برے کاموں کے لئے سزا دے گا-

قیامت کا دن بہت ہی بڑا دن ہوگا- قرآن میں کہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا اور اس دن گرمی بھی بہت ہوگی- جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی اطاعت کی انہیں کوئی خوف نہ ہوگا کوئی فکر نہ ہوگی-

قیامت کے دن کو یوم الحساب بھی کہتے ہیں کیونکہ اس دن اللہ ہمارے اعمال کا حساب لے گا- اگر ہمارے نیک اعمال ہمارے برے اعمال سے زیادہ ہوں گے تو ہم جنت میں جائیں گے اور اگر ہمارے برے اعمال ہمارے نیک اعمال سے زیادہ ہوئے تو ہم جہنم میں ڈالے جائیں گے- ہمیں چاہیے کہ ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچتے رہیں اور سدا نیک عمل کرتے رہیں تا کہ قیامت کے دن ہمارا انجام بخیر ہو-

سوالات :

۱) قیامت کے معنی کیا ہیں؟
۲) قیامت کا دن کتنا بڑا ہوگا؟ اس دن کیا کیا ہوگا؟

آخرت! موت کے بعد کی زندگی

نو سالہ سیدہ تیسری جماعت میں پڑھتی ہے- وہ بے حد ذہین ہے، جو بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی اس کے متعلق سوال کرتی ہے، جو جواب بتائے جاتے ہیں انہیں یاد رکھتی ہے-

ایک دن سیدہ نے اپنی والدہ سے پوچھا:

'امی ہر دن ہم صبح اٹھتے ہیں ناشتہ کرتے ہیں، ابا کام پر جاتے ہیں اور میں اسکول چلی جاتی ہوں- جب کہ آپ گھر پر ہی رہتی ہیں اور گھر کا سارا کام کرتی ہیں- رات جب ابا کام سے گھر لوٹتے ہیں ہم سب کھانا کھاتے اور سو جاتے ہیں- پھر دوسری صبح اٹھتے ہیں- روز یہی ہوتا ہے، آخر کیوں؟ روز روز یہی ہوتا ہے یہ سب کیا ہے امی؟ ہم سب کیوں زندہ ہیں؟ لڑکے بڑے ہوکر مرد اور لڑکیاں بڑی ہوکر عورت بنتی ہیں اور ہم سب بوڑھے ہوجاتے ہیں اور جب موت آتی ہے تو سب ختم ہوجاتا ہے- کیا ہم یہ سب کام محض مرنے کے لئے کر رہے ہیں؟ جس طرح کہ دادی اماں مرگئی تھیں؟ یہ زندگی کتنی بے مقصد اور بے کار ہے-

سیدہ اپنی ماں کو یہ سمجھانا چاہتی تھی کہ ہماری یہ زندگی بالکل بے کار ہے اور یہ کہ ہر دن ہم گزرے ہوئے کل کو دوہراتے ہیں یعنی کھاتے ہیں کام کرتے ہیں اور سوتے ہیں- جب زندگی کے دن پورے ہوجاتے ہیں تو ہم مرجاتے ہیں- سیدہ یہ کہنا چاہتی تھی کہ مرنے کے بعد ہمارا کوئی وجود نہیں ہوتا-

ماں نے اس کو سمجھاتے ہوئے کہا:

''سیدہ ہماری زندگی اور زندگی میں ہماری جدوجہد بے کار اور بے مقصد نہیں جب موت آتی ہے تو ہم فنا نہیں ہوجاتے اور نہ ہی ہماری زندگی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوجاتی ہے اس کے برعکس ہم اس دنیا سے آخرت کی دنیا میں جاتے ہیں جہاں ہمیں اپنے تمام اعمال کے لئے جواب دینا ہے- بیٹی سیدہ آخرت میں ہمیں موت نہیں آئے گی اور ہم وہاں ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیں گے- جن کے اعمال نیک ہوں گے جنت میں جائیں گے اور عیش وآرام کی زندگی بسر کریں گے جن کے اعمال برے ہوں گے جہنم میں ڈالے جائیں گے، وہاں انہیں ان کے اعمال کی سزا ملے گی-''

ماں نے کہا:

”آخرت کا عیش و آرام اس دنیا کے عیش و آرام سے کہیں زیادہ بہتر ہوگا، جو لوگ جنت میں جائیں گے وہ ہمیشہ ہمیشہ اللہ کی عنایات اور انعام و اکرام کی لذت پائیں گے۔ اللہ نے قرآن میں کہا ہے۔“

”ہم نے تمہیں بے کار خلق نہیں کیا،
تم آخرت میں ہمارے (اللہ کے) پاس لوٹ آؤ گے“

اسی طرح آخرت کی تکلیف کے مقابلہ میں دنیا کی بڑی سے بڑی تکلیف اور اذیت ہیچ ہے اللہ تعالیٰ کا قرآن میں ارشاد ہے جو اللہ کی حدوں کو توڑیگا اُسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔

سوالات:

(1) سیدہ نے اپنی ماں سے کیا پوچھا؟ وہ ماں کو کیا سمجھانا چاہتی تھی؟

(2) ماں نے سیدہ کو کیا اور کیسے سمجھایا؟

بھائی چارہ

مسلمان ہمیشہ آپس میں مل بانٹ کر کھاتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں- اپنی ضرورت سے زیادہ دوسروں کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں- اس کو بھائی چارہ کہتے ہیں-

جنگ موتہ کے دوران حضرت محمدؐ کے کئی صحابی زخمی ہو گئے تھے اور خون میں لت پت میدان جنگ میں پڑے تھے تمام زخمی اصحاب پیاس سے بے تاب تھے، اور پانی پانی چلا رہے تھے-

ایک شخص کی نظر جب ان زخمی اور پیاسے اصحاب رسولؐ پر پڑی تو وہ پانی لے کر ایک زخمی کے قریب پہونچا لیکن اس صحابی نے پانی پینے سے انکار کر کے دوسرے صحابی کی جانب اشارہ کیا اور کہا کہ "انہیں پانی کی ضرورت زیادہ ہے"- وہ شخص دوسرے صحابی کے قریب پہونچا لیکن دوسرے نے بھی پانی پینے سے انکار کرتے ہوئے تیسرے زخمی کی جانب اشارہ کیا اور کہا "انہیں پانی کی ضرورت زیادہ ہے، جب وہ شخص تیسرے زخمی کے قریب پہونچا تو اس نے دیکھا کہ وہ شہید ہو چکے تھے- تب وہ شخص دوسرے زخمی کے قریب پہونچا وہ بھی شہید ہو چکے تھے اسی طرح پہلے زخمی بھی شہید ہو چکے تھے- تمام زخمی اصحاب کی خواہش تھی کہ ان کی ضرورت پوری ہونے سے پہلے دوسرے کی ضرورت پوری ہو- لیکن خودغرض انسان ہر چیز پہلے حاصل کرنا چاہتا ہے دوسروں کا خیال نہیں کرتا-

سوالات:

(1) مل بانٹ کر کھانے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کو کیا کہتے ہیں؟

(2) زخمی اصحاب کیوں بے تاب تھے؟

(3) جب ایک شخص پانی لے کر پہلے زخمی کے پاس گیا تو انہوں نے کیا کہا؟ دوسرے اور تیسرے زخمی نے کیا کہا؟

(4) اس سبق "بھائی چارہ" سے ہم کیا سیکھتے ہیں؟

لالچ کا انجام

کسی زمانے میں ایک انتہائی خودغرض اور لالچی انسان رہا کرتا تھا- وہ ہر چیز کو حاصل کرنا اور اپنے قبضے میں رکھنا چاہتا تھا- وہ اپنے روپے، پیسے اور مال میں سے کسی کو بھی کچھ بھی نہیں دیتا تھا- اپنے دوستوں اور خاندان والوں تک کو وہ کچھ بھی نہیں دیتا ایک دن اس کی (30) تیس اشرفیاں (سونے کے سکے) گم ہوگئیں، اس نے اپنے دوست کو بتایا کہ اس کی ایک تھیلی جس میں (30) تیس اشرفیاں تھیں کہیں گر گئی اس کے دوست نے جو نیک اور رحم دل انسان تھا، اس بات پر افسوس ظاہر کیا-

اللہ کا کرنا یوں ہوا کہ اس دن اس نیک شخص کی بیٹی جب گھر لوٹ رہی تھی تو راستے میں اس کو ایک تھیلی پڑی ملی جس میں (30) تیس اشرفیاں تھیں، لڑکی نے تھیلی لاکر اپنے باپ کو دی اور بتایا کہ اس کو یہ تھیلی راستے میں پڑی ملی تھی-

لڑکی کے باپ نے فوری اپنے دوست کو بلایا اور اس کو بتایا کہ اس کی گمشدہ اشرفیاں مل گئی ہیں-

لالچی انسان نے اشرفیاں گنیں اور کہنے لگا کہ "اصل میں تھیلی میں (40) چالیس اشرفیاں تھیں لہٰذا (10) دس اشرفیاں کم ہیں، اس نے کہا کہ شاید لڑکی نے (10) دس اشرفیاں اپنے پاس رکھ لی ہیں بات آگے بڑھی اور تینوں فیصلے کے لئے قاضی کے پاس گئے-

قاضی نے پہلے لڑکی سے پوچھا کہ اس کو کیا اور کہاں ملا؟ لڑکی نے کہا کہ اس کو ایک تھیلی راستے میں پڑی ملی جس میں (30) تیس اشرفیاں تھیں، تب قاضی نے خودغرض اور لالچی انسان سے پوچھا کہ اس کی گمشدہ تھیلی میں کتنی اشرفیاں تھیں، اس شخص نے جواب دیا کہ اس کی تھیلی میں (40) چالیس اشرفیاں تھیں-

قاضی نے کہا کہ "لڑکی کو جو تھیلی ملی تھی اس میں (30) تیس اشرفیاں تھیں، اور اس کی تھیلی میں (40) چالیس اشرفیاں تھیں اب اگر کسی دوسرے آدمی کو کوئی ایسی تھیلی ملے جس میں (40) چالیس اشرفیاں ہوں تب اس شخص کو اس کی (40) چالیس اشرفیاں دی جائیں گی، یہ فیصلہ سنانے کے بعد قاضی نے (30) تیس اشرفیاں لڑکی کو دے دیں اور کہا کہ ان اشرفیوں پر اس کا حق

ہے۔ تب اس خودغرض اور لالچی شخص کو اس کی غلطی کا احساس ہوا اس نے کہا کہ "اس نے جھوٹ کہا تھا، اس کی تھیلی میں صرف (30) تیس اشرفیاں ہی تھیں، لیکن قاضی نے اس کی ایک نہ مانی اور تھیلی لڑکی کو دے دی۔ قاضی کا یہ فیصلہ صحیح ہے یا غلط اس کا فیصلہ آپ کریں۔

سوالات:

(1) خودغرض اور لالچی انسان کیا کرتا ہے؟

(2) لڑکی نے اشرفیوں کی تھیلی باپ کو دے کر کیا کہا؟ باپ نے کیا کیا؟

(3) اشرفیاں گننے کے بعد لالچی انسان کیا کہا؟

(4) لالچی انسان نے قاضی کے سامنے کیا کہا؟

(5) قاضی نے لڑکی سے کیا پوچھا؟ لڑکی نے کیا جواب دیا؟

(6) قاضی نے لڑکی کو (30) تیس اشرفیوں کی تھیلی کیوں دے دی؟

(7) اس سبق "لالچ کا انجام" سے ہم کیا سیکھتے ہیں؟

(8) اس سبق کا خلاصہ لکھئے؟

دوستی

ہر انسان کی زندگی میں دوست اہم ترین شخص ہوتا ہے۔
پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ نے فرمایا ہے کہ، "ہر انسان کا کردار اس کے دوست کے عقائد اور اصولوں پر مبنی ہوتا ہے۔
دوست کی خصوصیات کیا ہیں؟

علم:

ہمارے پہلے امام حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے،
"بہترین دوست وہ ہے جو علم اور صبر رکھتا ہو"
دوست ایسے ہوں جو علم اور معلومات عامہ رکھتے ہوں، اپنا وقت بیکار کی باتوں میں نہ گذارتے ہوں، علم حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوں۔

اچھے اخلاق:

ایک دوست کے اخلاق کا اثر دوسرے دوست پر پڑتا ہے

اسی لئے ایسے دوست بناؤ جو اچھے اخلاق اور عادت واطوار رکھتے ہوں۔

ایک مسلمان دوست اپنے دوست کا آئینہ ہوتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے،

دوست وہ ہے جو:

1) آپ کے متعلق جو سوچتا ہے وہی کہتا ہے
2) آپ کی اچھی عادتوں کو اپنی اچھی عادتیں اور آپ کی بری عادتوں کو اپنی بری عادتیں سمجھتا ہے
3) وقت پڑنے پر آپ کی مدد کرتا ہے
4) مشکل کے وقت میں آپ کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔

سوالات :

1) بہترین دوست کون ہوسکتا ہے؟
2) پہلے امام حضرت علیؑ نے کیا فرمایا؟
3) کیا ایک دوست کے اخلاق کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے؟
4) دوست کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

چھوٹے بڑے گناہ

دو آدمی امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے، وہ اپنے گناہوں کی توبہ کرنا چاہتے ہیں-
ایک شخص نے کہا کہ اس نے کئی چھوٹے گناہ کئے ہیں، دوسرے شخص نے کہا کہ اس سے دو بڑے گناہ ہوئے ہیں-
امام علیہم السلام نے پہلے شخص سے کہا کہ وہ اپنے ہر گناہ کے لئے ایک کنکر اٹھائے، اور دوسرے شخص سے کہا کہ وہ اپنے ہر بڑے گناہ کے لئے بڑے پتھر لائے- کچھ دیر بعد دونوں امام کے سامنے حاضر ہوئے، ایک اپنے ساتھ کنکر لایا اور دوسرا بڑے پتھر-
امام علیہم السلام نے ان سے فرمایا کہ اب ان پتھروں کو ان کی جگہ پر واپس رکھ دو- جو شخص بڑے پتھر لایا تھا، اس کو یہ بڑے پتھر واپس لے جانے میں دشواری ہوئی لیکن اس نے قدرے محنت کے بعد پتھر واپس ان کی جگہ رکھ دیئے- لیکن جس شخص نے کنکر جمع کئے تھے اس کو یاد نہیں رہا کہ اس نے کنکر کہاں کہاں سے چنے تھے، لہٰذا وہ کنکروں کو ان کی جگہ پر واپس نہیں رکھ سکا-
چھوٹے گناہوں کی توبہ مشکل ہے کیونکہ ہم اکثر و بیشتر انہیں بھول جاتے ہیں-
امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کسی بھی چھوٹے گناہ کو چھوٹا سمجھنا سب سے بڑا گناہ ہے لہٰذا چھوٹے سے چھوٹے گناہ کو بھی معمولی نہیں سمجھنا چاہئے-

سوالات:

(1) چھوٹے گناہ کرنے والے اور بڑے گناہ کرنے والے سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے کیا کہا؟

والدین کا احترام

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے،

"والدین کی خدمت چند لمحوں کی، جہاد سے بہتر ہے"

والدین کی خوشی ورضامندی کے لئے خواہ ایک لفظ ہی کیوں نہ کہا گیا ہو اللہ خوش اور رضامند ہوتا ہے۔ والدین کے احترام میں،

1) ان سے بات کرتے وقت آواز اونچی نہ کرو۔

2) جب وہ کھڑے ہوں تو تم بیٹھے نہ رہو۔

3) ان کے آگے نہ چلو جب تک وہ تم سے نہ کہیں۔

4) جب وہ بات کر رہے ہوں تو خاموش رہو۔

5) اگر والدین سے کوئی غلطی ہوگئی ہو تو دوسروں کے سامنے انہیں درست مت کرو۔

6) انہیں غصہ مت دلاؤ، ناراض مت کرو۔

7) ان سے کبھی تکرار مت کرو، چیخو، چلاؤ مت، ہمیشہ اپنے والدین کے لئے دعا مانگو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکم دیا ہے کہ کسی بات پر ان سے اُف بھی نہ کہو

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

ترجمہ: اے اللہ میرے والدین پر اسی طرح رحم فرما، جس طرح انہوں نے جب میں چھوٹا تھا، مجھ پر رحم کیا تھا

(قرآن سورہ نبی اسرائیل ۱۷:۲۴)

سوالات:

1) والدین کے احترام کے متعلق رسول اللہ صلعم نے کیا فرمایا؟

2) والدین کے لئے کونسی دعا پڑھنا چاہئے؟

اللہ کی اطاعت وعبادت

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ: ”تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا مالک ہے“

اللہ نے ہم انسانوں کو پیدا کیا اور ہر طرح سے ہماری نگرانی کرتا ہے، اللہ ہمارے ایک ایک فعل سے آگاہ ہے، وہ جانتا ہے کہ ہم کب خوش ہوتے ہیں اور کب دکھی۔

اللہ نے ہم بندوں کے لئے تمام نعمتیں مہیا کی ہیں۔

اللہ نے ہماری ہدایت کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار (1,24,000) پیغمبر بھیجے، قرآن نازل کیا اور امام مقرر کئے۔

اللہ چاہتا ہے کہ ہم بندے اس سے بات کریں۔

اللہ سے بات کرنے کا ذریعہ ”نماز“ ہے۔ صلاۃ، کے معنی دعا کے ہیں۔ اللہ ہم سب کے بالکل قریب ہے۔ ہم جب چاہیں، جہاں چاہیں، اللہ سے بات کر سکتے ہیں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہم بندوں کے لئے کیا اچھا ہے اور کیا برا۔

اللہ چاہتا ہے کہ ہم باجماعت نماز پڑھیں۔

اللہ چاہتا ہے کہ ہم صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے دائرۂ اطاعت وفرماں برداری سے باہر نہ جائیں۔

سوالات:

(1) الحمدللہ، رب العلمین کے معنی کیا ہیں؟

(2) انسان کو کس نے پیدا کیا؟

(3) اللہ نے بندوں کی ہدایت کے لئے کیا کیا ہے؟

(4) اللہ سے بات کرنے کا ذریعہ کیا ہے؟

(5) کیا اللہ ہم سے قریب ہے؟

(6) ہمارے لئے کیا اچھا ہے کیا برا ہے کون جانتا ہے؟

سجدہ گاہ

سجدہ صرف زمین پر یا زمین سے اگنے والی ایسی چیز پر ہونا چاہئے جو کھائی یا پہنی نہ جاتی ہو۔

مٹی، پتھر، لکڑی، پتہ، چٹائی، کاغذ وغیرہ پر سجدہ کرنا جائز ہے اور کھائے جانے والے پھلوں، پتوں، اور کپڑے پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔

سجدہ صرف پاک چیز پر ہونا چاہیے۔نجس چیز پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔

خاک کربلا پر سجدہ کرنے میں زیادہ ثواب ہے اس لئے شیعہ حضرات کربلا کی مٹی کی سجدہ گاہ اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور اسی پر سجدہ کرتے ہیں اس میں ثواب بھی زیادہ ہے اور یہ یقین بھی ہے کہ یہ مٹی پاک ہے۔

سوالات:

(1) سجدہ کن چیزوں پر کیا جائے گا اس کی تعریف کیجئے؟

(2) جس جگہ پر سجدہ کیا جائے وہ کیسی جگہ ہونی چاہئے؟

(3) کربلا کی سجدہ گاہ پر سجدہ کیوں کیا جاتا ہے؟

(4) کپڑے کی بنی ہوئی جانماز پر سجدہ کرنا کیوں جائز نہیں ہے؟

اسلامی کیلنڈر

ایک سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں۔

ہم مسلمان ہجری کیلنڈر کے پابند ہیں۔ ہجری کیلنڈر قمری کیلنڈر بھی کہلاتا ہے۔ کیونکہ اس کیلنڈر کا مہینہ ہلال (نیا چاند) دیکھنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اسی کیلنڈر کا ہر مہینہ کہلاتا ہے۔ قمری تاریخ غروب آفتاب کے بعد شروع ہوتی ہے۔

قمری مہینے 29 یا 30 دن کے ہوتے ہیں۔

عام طور پر دنیا میں شمسی کیلنڈر یا عیسوی کیلنڈر کی پابندی کی جاتی ہے۔

قمری سال عیسوی سال سے گیارہ دن کم ہوتا ہے۔

عیسوی کیلنڈر جنوری سے دسمبر تک اور قمری یا ہجری کیلنڈر محرم سے ذی الحجہ تک ہوتا ہے۔

اسلامی کیلنڈر یا ہجری سال کے مہینے:

محرم الحرام	صفر المظفر	ربیع الاول
ربیع الثانی	جمادی الاول	جمادی الثانی
رجب المرجب	شعبان المعظم	رمضان المبارک
شوال المکرّم	ذیقعدہ	ذی الحجہ

سوالات:

(۱) ہم مسلمان کونسے کیلنڈر کی پابندی کرتے ہیں؟ اس کیلنڈر کو کیا کہتے ہیں؟

(۲) قمری کیلنڈر اور عیسوی کیلنڈر میں کتنے دن کا فرق ہے؟ قمری تاریخ کب شروع ہوتی ہے؟

(۳) قمری مہینوں کے نام لکھو؟

پہلے سال اور دوسرے سال کے طلبہ کے لئے لازمی اسباق

قرآنی معلومات

شمارہ	مضمون	صفحہ
۱	تلاوت قرآن کے آداب	۶۲
۲	تلاوت کے لئے ہدایات	۶۳
۳	سورۃالفاتحہ	۶۴
۴	سورۂ اخلاص	۶۵
۵	سورۂ کوثر	۶۶
۶	سورہ قدر	۶۷
۷	سورۂ والنصر	۶۸
۸	سورۂ فلق	۶۹
۹	سورۂ والناس	۷۰
۱۰	غسل	۷۱
۱۱	وضو	۷۲
۱۲	تیمّم	۷۶
۱۳	اذان	۷۸
۱۴	اقامت	۸۰
۱۵	نماز کا طریقہ	۸۲
۱۶	قنوت	۸۸
۱۷	تعقیبات	۸۹

تلاوت قرآن کے آداب

قرآن مجید کی تلاوت سے پہلے ہمیشہ وضو کرنا چاہئے۔
تلاوت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرکے بیٹھنا اور قرآن مجید دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑنا چاہئے۔رحل ہو تو قرآن مجید رحل پر رکھیں یا میز پر رکھیں یا ہاتھوں میں پکڑیں۔تلاوت کے وقت لڑکے ٹوپی پہنیں اور لڑکیاں سر پر دوپٹہ اوڑھیں۔قرآن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاِذَا قَرَأتِ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود (کے وسوسوں) سے خدا کی پناہ طلب کرلیا کرو

(سورہ النحل آیت ۹۸-۱۶)

تلاوت قرآن شروع کرنے سے پہلے:
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھیں،
تلاوت آہستہ آہستہ کریں۔یعنی قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں۔
تمام الفاظ ٹھیک طور سے ادا کریں۔
تلاوت کے بعد قرآن کھلا نہ چھوڑیں۔
امام زین العابدینؑ اللہ سے دعا فرمایا کرتے تھے کہ:
"اے اللہ میرے لئے قرآن کو ایسی سیڑھی بنا کہ جس کے ذریعے میں محفوظ مقام پر پہونچ سکوں۔"

سوالات:

(۱) قرآن کی تلاوت کرنے سے پہلے کیا کرنا چاہئے؟
(۲) قرآن کی تلاوت کیسے شروع کرنا چاہئے؟
(۳) امام زین العابدین اللہ سے کیا دعا فرمایا کرتے تھے؟

تلاوت کے لئے ہدایات

آیت : قرآن کے ایک جملے کو کہتے ہیں- آیت کے معنی علامت کے بھی ہیں، ہر آیت اللہ کی نشانی ہے-

آیات: آیت کی جمع ہے-

رکوع : سورہ کے ایک پیراگراف کو رکوع کہا جاتا ہے، اور رکوع کی نشاندہی 'ع' سے کی گئی ہے-

سورہ: یعنی باب، قرآن مجید میں ۱۱۴ سورہ یعنی باب ہیں-

جز : قرآن تیس (۳۰) مساوی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے- ہر حصے کو جز کہا جاتا ہے-

اجزاء: جز کی جمع ہے-

منزل: قرآن سات (۷) مساوی حصوں میں بھی تقسیم کیا گیا ہے ہر حصہ منزل کہلاتا ہے-

منازل: منزل کی جمع ہے-

سوالات:

(۱) آیت کے معنی کیا ہیں اور آیت کی جمع کیا ہے؟

(۲) قرآن میں رکوع کسے کہتے ہیں؟

(۳) سورہ کسے کہتے ہیں؟

(۴) جز کے معنی کیا ہیں اور قرآن میں کتنے جز ہیں؟

(۵) منزل کے معنی کیا ہیں اور قرآن میں کتنے منازل ہیں؟

سورۃ الفاتحہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ

مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۙ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ؕ

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ

غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

ترجمہ:

خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان رحم والا ہے

سب تعریف خدا ہی کے لئے سزاوار ہے اور سارے جہان کا پالنے والا بڑا مہربان رحم والا روز جزا کا مالک ہے، خدایا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، تو ہم کو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ، ان کی راہ جنہیں تو نے (اپنی) نعمت عطا کی ہے ان کی راہ نہیں جن پر تیرا غضب نازل کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔

مختصر تفسیر

اس سورہ میں خداوند عالم نے چند امور کی تعلیم فرمائی (۱) تمام اقسام حمد و شکر کا اسی کو مستحق سمجھنا کیونکہ کل نعمتیں بیواسطہ یا بالواسطہ اسی کی بارگاہ سے عطا ہوتی ہیں (۲) دنیا اور آخرت میں اسی کو سچا مالک اور صاحب اختیار جاننا (۳) تواضع اور فروتنی جو اعلیٰ فرد علم واخلاق کی ہے اختیار کرنا (۴) ریا و سمعہ سے جو بہت ذلیل امر ہے بچنا (۵) ہر کام میں اسی سے مدد چاہنا اور اسی پر توکل رکھنا (۶) اچھے کو اچھا اور برے کو برا سمجھنا جس سے حسن و قبح کا عقلی ہونا ثابت ہوتا ہے (۷) اچھے لوگوں کی دوستی و پیروی کرنا اور بروں سے پرہیز و بیزاری کا اظہار کرنا وغیرہ۔

سورة الاخلاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ؕ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ
وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ○

ترجمه

خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان رحم والا ہے

(اے رسولؐ) تم کہہ دو وہ خدا ایک ہے خدا برحق بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا نہ اس کو کسی نے جنا، اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

مختصر تفسیر

اس سورہ میں صرف خدا کی توحید کا ذکر ہے اور وہ بھی اس خوبصورتی سے کہ مختصر الفاظ اور بہت جامع حتی کہ مخالفین اسلام نصرانی وغیرہ کو بھی اس کا ذکر کرنا پڑا کہ ایسی عمدہ توحید کسی بھی آسمانی کتاب میں نہیں ہے۔

سورۃ الکوثر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ط فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ط

اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَرُ ○

ترجمہ

خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان رحم والا ہے۔

(اے رسولؐ) ہم نے تم کو کوثر عطا کیا ہے تو تم اپنے پروردگار کی نماز پڑھا کرو اور قربانی دیا کرو بے شک تمہارا دشمن ہی بے اولا در ہے گا۔

مختصر تفسیر

علامہ ابن حجر عسقلانی نے حضرت رسولؐ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے جناب امیر سے فرمایا اے علی "تم! اور تمہارے شعبہ حوض کوثر پر سیر و سیراب اور نورانی صورت ہوں گے اور تمہارے دشمن پیاسے زردویاں سے نکالے جائیں گے دیکھو صواعق محرقہ کوثر کے معنی خیر کثیر کے بھی ہیں اور چونکہ کفار حضرت رسولؐ کے بیٹا نہ ہونے کی وجہ سے طعنہ دیا کرتے تھے اور حضرت کو رنج ہوتا تھا اس کے جواب اور حضرت کی تشفی کے واسطے یہ آیت نازل کی۔

سورۃ القدر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ۚ وَ مَاۤ اَدۡرٰکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ؕ
لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ؕ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ
وَ الرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ۙ
سَلٰمٌ ۟ۛ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ○

ترجمہ

خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان رحم والا ہے۔

ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا اور تم کو کیا معلوم شب قدر کیا ہے، شب قدر (مرتبہ اور عمل میں) ہزاروں مہینوں سے بہتر ہے، اس (رات) میں فرشتے اور جبرئیلؑ (سال بھر کی) ہر بات کا حکم لے کر اپنے پروردگار کے حکم سے نازل ہوتے ہیں، یہ رات صبح کے طلوع ہونے تک (ازسرتاپا) سلامتی ہے۔

مختصر تفسیر

خدا نے اس سورہ میں قرآن کے نزول کا وقت شب قدر کی فضیلت فرشتوں
کا شب قدر میں نازل ہونا وغیرہ بیان کیا ہے۔

سورۃ النصر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِO

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ ۙ وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ

فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ۙ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ

وَاسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا O

ترجمه

خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان رحم والا ہے

(اے رسولؐ) جب خدا کی مدد آ پہنچی اور فتح (مکہ) حاصل ہوگئی اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ غول کے غول خدا کے دین میں داخل ہورہے ہیں، تو تم اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرو اور اسی سے مغفرت مانگو وہ بے شک بڑا معاف کرنے والا ہے۔

مختصر تفسیر

اس سورہ میں فتح مکہ اور اسلام کی تعلیم اور اس پر اس کی تسبیح وتقدیس کا حکم مذکور ہے۔

سورۃ فلق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَ مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ وَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۙ وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ○

ترجمہ

خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان رحم والا ہے

(اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ میں صبح کے مالک کی ہر چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی پناہ مانگتا ہوں اور اندھیری رات کی برائی سے جب اس کا اندھیرا چھا جائے اور گنڈوں پر پھونکنے والیوں کی برائی سے (جب پھونکے) اور حسد کرنے والے کی برائی سے۔

مختصر تفسیر

''فلق'' کے معنی پاک کرنے، رات کی تاریکی دور کرنے کے ہیں۔ یہاں اس کے معنی جادو، سحر وغیرہ کے ہر طرح کے اثر کو تباہ کرنے کے ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں کہ ''ہم اس کی پناہ مانگ رہے ہیں کہ جو رات کی تاریکی کے بعد صبح کا اجالا لاتا ہے۔ (یعنی اللہ) ہم ان طاقتوں سے جن کی فطرت سے ہم واقف نہیں مثلاً جادو، ٹونا وغیرہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور ہم حاسدوں سے بھی پناہ مانگتے ہیں۔ کہ جن کی مثال ''جوں'' جیسی ہے جو سر کی کھال سے غذا پاتی ہے، حاسد کی فتح کبھی نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ ہم حسد اور حاسد دونوں سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس سورہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ مصیبت کے وقت خواہ جسمانی ہو یا روحانی ہمیں صرف اور صرف اللہ ہی سے پناہ مانگنی چاہئے۔

سورة الناس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ

صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ○

ترجمہ

خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان رحم والا ہے

(اے رسولؐ) تم کہہ دو لوگوں کے پروردگار، لوگوں کے بادشاہ، لوگوں کے معبود کے ذریعہ (شیطانی) وسوسہ برائی سے پناہ مانگتا ہوں جو (خدا کے نام سے) پیچھے ہٹ جاتا ہے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کرتا ہے، جنات میں سے ہو خواہ آدمیوں میں سے۔

مختصر تفسیر

یہ سورہ قرآن مجید کا آخری سورہ ہے قرآن کے سب سے پہلے سورہ سورہ فاتحہ میں اللہ کا حکم ہے کہ کامیابی کا واحد راستہ اللہ کی حمد وثنا اور دعا ہے۔ اس آخری سورہ میں اللہ سے پناہ مانگی گئی ہے۔

یہ سورہ سورہ فلق سے مربوط ہے۔ ہم بندے اللہ تعالٰی سے ان شیطانی وسوسوں سے پناہ مانگ رہے ہیں کہ جو وسوسے ہمیں گناہ کی ترغیب دلاتے ہیں۔ یہ وسوسے حرص، ہوس، غرور، تکبر، بخل، آرام و آسائش، لگاؤ اور ایسے ہی کئی دوسرے دنیاوی امور سے متعلق ہوتے ہیں جنات دکھائی نہیں دیتے لیکن جنات ان کے حدود کے دائرے میں ہوتے ہیں۔ اسی لئے ہم بندے ان طاقتوں سے بھی جن کی فطرت سے ہم واقف نہیں پناہ مانگتے ہیں۔

غسل

غسل دوطرح کے ہوتے ہیں،ایک واجب اور دوسرے سنت-

1- واجب غسل:

مردے کونہلانا واجب ہے- اسی طرح مردے کو چھو لینے کے بعد غسل واجب ہو جاتا ہے-

2- سنت غسل:

جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے-اسی طرح زیارت کے موقع پر بھی غسل کرنا سنت ہے-

غسل کرنے کے دو طریقے ہیں،ترتیبی اور ارتماسی-

(1) غسل ترتیبی:

اس غسل میں نیت کرنا ضروری ہے اس طرح کہ "میں غسل کرتا ہوں قربۃ الی اللہ نہانے سے پہلے بدن اچھی طرح پاک صاف کرنا چاہئے- جب یقین ہو کہ بدن پاک ہوگیا ہے تو سر سے گردن تک پانی ڈالیں ،پھر جسم کے داہنی جانب اور پھر بائیں جانب ڈالیں اور دیکھیں کہ پانی جسم کے تمام حصوں کو پہونچا ہے یا نہیں کیوں کہ غسل میں جسم کے تمام ظاہری حصہ تک پانی پہونچنا لازم وضروری ہے ورنہ غسل درست نہیں ہوگا-

(2) غسل ارتماسی:

دوسرا غسل ارتماسی ہے جو دریا،تالاب ،ندی میں کیا جاتا ہے نیت کر کے پورے بدن کو پانی میں ڈبو دیں-

سوالات:

(1) غسل واجب کیا ہے؟

(2) سنت غسل کیا ہے؟

(3) غسل ترتیبی کیسے کرتے ہیں؟

(4) غسل ارتماسی کیسے کرتے ہیں؟

وضو

۞نماز پڑھنے کے لئے وضو کرنا ضروری ہے۔۞مسجد یا امام باڑے میں جانے سے پہلے، کھانے سے پہلے، سونے سے پہلے بھی وضو کرنا بہتر ہے۔۞غصہ آنے پر وضو کرنے سے غصہ کم ہو جاتا ہے۔

وضو کا طریقہ:

۞وضو کرنے سے پہلے گھڑی، انگوٹھی اور عینک اتار لینا چاہئے۔۞وضو کرنے سے پہلے پاک صاف پانی پیدا کرنے کے لئے اللہ کا شکر ادا کریں اور کہیں، الحمدللہ ۞وضو شروع کرتے وقت وضو کی نیت کریں کہ، وضو کرتا ہوں میں،

قُرْبَةً اِلَى اللهِ (اللہ کی اطاعت کے لئے اور اللہ سے قریب ہونے کے لئے)

(1) دو مرتبہ اپنے ہاتھ پہنچوں تک دھوئیں۔

(2) تین مرتبہ کلی کریں۔

(3) تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالیں۔

(4) داہنے ہاتھ کے چلو میں پانی لیکر چہرے کی لمبائی میں پیشانی کے اوپر سر کے بال اگنے کی جگہ سے ٹھڈی تک دھوئیں اور چوڑائی میں درمیانی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان چہرے کا جتنا حصہ آسکے دھونا چاہیے۔چہرہ دھوتے وقت ہاتھ ہمیشہ پیشانی سے نیچے کی طرف جائے اور پانی پورے چہرے پر پھیلے۔

(5) بائیں ہاتھ کے چلو میں
پانی لیں اور داہنے بازو کی کہنی سے
انگلیوں کی پوروں تک دھوئیں، پھر
داہنے ہاتھ کے چلو میں پانی لیں اور
بائیں بازو کی کہنی سے انگلیوں کی
پوروں تک دھوئیں،ضروری ہے کہ
پانی کہنی سے انگلیوں کی پوروں تک
ہر حصے پر پھیلے۔

(6) داہنے ہاتھ کی تین
انگلیوں سے سر کا مسح کریں، یعنی تالو
سے سر کے اگلے حصے تک انگلیاں
پھیریں،انگلیاں پیشانی کو نہ لگیں۔

(7) داہنے ہاتھ سے داہنے پاؤں کا مسح
انگلیوں کی پوروں سے اوپر تک کریں اسی طرح
بائیں ہاتھ سے بائیں پاؤں کا مسح کریں۔

(8) بھیگے سر اور گیلے پاؤں پر مسح درست نہیں
لہٰذا وضو سے پہلے ہی انہیں خشک کر لینا چاہئے۔

تیمم

اگر پانی نہ مل سکتا ہو یا اس سے نقصان کا خطرہ ہو یا اس کا خریدنا حیثیت سے باہر ہو یا اس کے حاصل کرنے میں اہم مال چوری ہو جانے کا اندیشہ ہو یا نماز کے وقت میں غسل ووضو کی گنجائش نہ ہو یا پانی بس اتنا ہو کہ وضو کرنے کے بعد پیاس سے مرنے یا شدید تکلیف پہونچنے کا خطرہ ہو تو۔ تیمم کرنا چاہئے۔ تیمم مٹی یا پتھر پر کرے اگر وہ نہ ہو تو گردوغبار پر تیمم کرے۔ اگر وہ بھی نہ ہو تو گیلی مٹی پر تیمم کرے۔ تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کرے تیمم کرتا ہوں (یا کرتی ہوں) میں بدلے وضو یا غسل کے قُرْبَۃً اِلَی اللہِ اس کے بعد دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور

انہیں ہاتھوں سے پوری پیشانی کا مسح اوپر سے نیچے کی طرف کرے- اس کے بعد بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے داہنے ہاتھ کی پشت کا اور داہنے ہاتھ کی ہتھیلی سے بائیں ہاتھ کی پشت کا مسح کرے پھر احتیاطا دوبارہ ہاتھ مارے اور صرف دونوں ہاتھوں کا مسح کرے تیمّم چاہئے وضو کے بدلے ہو یا غسل کے عوض دونوں صورتوں میں تیمّم کرنے کا طریقہ یہی ہوگا تیمّم کو ہمیشہ آخری وقت میں کرنا چاہئے لیکن اگر کسی کو یقین ہو جائے کہ میرا عذر یا مرض آخر وقت تک باقی رہے گا تو اول وقت بھی تیمّم کر سکتا ہے- پھر اگر اس کے بعد وقت کے اندر عذر ختم ہو جائے تو دوبارہ نماز ادا کرنا چاہئے-

تیمّم غسل کا مکمل بدل ہوتا ہے لہٰذا اس سے نماز بھی پڑھی جا سکتی ہے اور مسجد میں بھی داخل ہو سکتے ہیں یہ سوچنا کہ اس میں غسل کا لطف نہیں ہے یا اس سے دل نہیں بھرتا اسلام کے خلاف ہے- حکم خدا کی کسی انداز سے بھی توہین ومخالفت نہیں کی جا سکتی جب تک عذر اور مجبوری دور نہ ہو جائے تیمّم کا حکم باقی رہے گا-

سوالات: (۱) تیمّم کب کرنا چاہئے؟ (۲) تیمّم کن چیزوں پر صحیح ہوگا؟ (۳) تیمّم کرنے کی وجہ کیا کیا ہے؟

اذان

اذان، نماز پڑھنے کے لئے دعوت ہے۔اذان اونچی آواز میں دی جاتی ہے۔نماز کا آغاز اذان اور اقامت سے ہوتا ہے۔ وضو کرنے کے بعد قبلہ کی طرف منہ کرکے اذان اونچی آواز میں کہنی چاہئے۔

اذان کا طریقہ یہ ہے:

قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہونے کے بعد دونوں ہاتھ کانوں کے پاس لیجاؤ، انگوٹھے کانوں کے نیچے ہوں اور ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی جانب ہو، اس کے بعد کہو،

اَللّٰہُ اَکْبَرُ — چار مرتبہ

اللہ بہت بڑا ہے

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ — دو مرتبہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

(ہاتھ چھوڑ دو اور کہو)

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ — دو مرتبہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں

اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًا وَلِیُّ اللّٰہِ وَوَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ — دو مرتبہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ علی اللہ کے ولی ہیں اور رسولؐ کے وصی اور خلیفہ اول ہیں

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃُ — دو مرتبہ

نماز پڑھنے کے لئے آؤ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحُ — دو مرتبہ

نجات پانے کے لئے آؤ

حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلُ — دو مرتبہ

عمل خیر کی طرف آؤ

اَللہُ اَکْبَرُ — دو مرتبہ

اللہ بہت بڑا ہے — (ہتھیلیاں قبلہ رخ کرتے ہوئے)

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ — دو مرتبہ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

اگر اذان کوئی اور دے رہا ہو تو خاموشی سے سنیں اور موذن کے ساتھ آہستہ آہستہ دہرائیں، جب حضرت محمدؐ اور حضرت علیؑ کے نام آئیں تو صلوات پڑھیں۔

سوالات:

(۱) اذان کے معنی لکھئے؟

اقامت

اَللّٰہُ اَکۡبَرُ — دو مرتبہ

اللہ بہت بڑا ہے

اَشۡہَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ — دو مرتبہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

(ہاتھ چھوڑ دو اور کہو)

اَشۡہَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوۡلُ اللّٰہِ — دو مرتبہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں

اَشۡہَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ وَوَصِیُّ رَسُوۡلِ اللّٰہِ وَخَلِیۡفَتُہٗ بِلَا فَصۡلٍ — دو مرتبہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ علی اللہ کے ولی ہیں رسول اللہؐ کے وصی اور پہلے خلیفہ ہیں

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃُ — دو مرتبہ

نماز پڑھنے کے لئے آؤ

حَيَّ عَلَى الْفَلاحُ — دومرتبہ

نجات پانے کے لئے آؤ

حَيَّ عَلَى خَيْرِ الْعَمَلْ — دومرتبہ

عمل خیر کی طرف آؤ

قَدْقَامَتِ الصَّلٰوةُ — دومرتبہ

تحقیق کہ نماز (کی جماعت) کھڑی ہوگئی

اَللّٰهُ اَكْبَرُ — دومرتبہ

اللہ بہت بڑا ہے

(ہتھیلیاں قبلہ رخ کرتے ہوئے)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ — ایک مرتبہ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

اس کے بعد (ہتھیلیاں قبلہ رخ کرتے ہوئے) نماز کی نیت کریں۔

سوالات:

(۱) اقامت کسے کہتے ہیں؟ اور اقامت کے معنی لکھئے؟

نماز کا طریقہ

اذان اور اقامت کے بعد نیت کریں،

نیت: اگر نماز مغرب پڑھ رہے ہوں تو نیت کے لئے ہاتھ کانوں تک لے جائیں ہتھیلیوں کو قبلہ رخ کر کے کہیں:

تین رکعت نماز مغرب پڑھتا ہوں واجب قربۃ الی اللہ، اور اللہ اکبر ــ کہیں

قیام

تکبیرۃ الحرام

اس کے بعد قیام کریں اور نظریں سجدہ گاہ پر جما کر پہلے سورۂ فاتحہ پڑھیں اور پھر کوئی بھی دوسرا سورہ پڑھیں اس کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں

اور رکوع میں جائیں، رکوع میں تین مرتبہ پڑھیں۔

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ

پاک ہے میرا پروردگار جو عظیم اور وہ لائق تعریف ہے۔

رکوع سے قیام میں جائیں اور کہیں:

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَهٗ

اللہ نے اس بندے کی (بات) سن لی جس نے اس کی تعریف کی

اس کے بعد سجدے میں جائیں۔ اور تین مرتبہ کہیں

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِهٖ

پاک ہے میرا پروردگار جو عالی شان اور وہ لائق تعریف ہے۔

پہلے سجدے سے اٹھ کر بیٹھیں اور نظریں۔

گودی کی طرف جماتے ہوئے پڑھیں،

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اللہ بہت بڑا ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ، میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اللہ بہت بڑا ہے۔

دوسرے سجدے میں جائیں اور تین مرتبہ پڑھیں، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِهٖ

پاک ہے میرا پروردگار بڑا عالیشان اور وہ لائق تعریف ہے۔

دوسرے سجدے سے اٹھ کر بیٹھیں، اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں:

اور اٹھ کر قیام میں جاتے ہوئے پڑھیں۔بِحَوْلِ اللّٰہِ وَقُوَّتِهٖ اَقُوْمُ وَاَقْعُدُ

اللہ کی طاقت اور قوت ہی سے میں اٹھتا اور بیٹھتا ہوں

دوسری رکعت:

قیام میں جا کر سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھیں، اور قنوت کے لئے
ہاتھ اٹھا کر یہ دعاء پڑھیں،

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ
حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے میرے پالنے والے مجھے دنیا میں نعمت دے اور آخرت میں
ثواب دے اور دوزخ کی آگ سے بچا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ
الٰہی (ہمارے سردار) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر رحمت بھیج

قنوت کے بعد ہاتھ چھوڑیں اور رکوع میں جائیں اور پہلی رکعت کی مانند دونوں سجدے بجالائیں۔

دوسرے سجدے کے بعد بیٹھیں اور تشہد پڑھیں،

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَهٗ

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں،

میں گواہی دیتا ہوں محمد رسول اللہ صلعم اللہ کے بندے ہیں

اور اس کے رسول ہیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

الٰہی! ہمارے سردار محمدؐ اور ان کی آل پر رحمت بھیج

تشہد کے بعد تیسری رکعت کے لئے قیام میں جانے کے لئے،

بِحَوْلِ اللّٰهِ وَقُوَّتِهٖ اَقُوْمُ وَاَقْعُدُ کہیں

اللہ کی طاقت اور قوت ہی سے میں کھڑا ہوتا اور بیٹھتا ہوں

تیسری رکعت کے قیام میں تسبیحات اربعہ تین مرتبہ پڑھیں،

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

پاک ہے اللہ اور تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ نہایت بڑا ہے

رکوع میں جائیں- رکوع کے بعد دنوں سجدے کریں اس کے بعد بیٹھیں اور تشہد اور سلام پڑھیں:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اس کا کوئی شریک نہیں میں گواہی دیتا ہوں محمد اللہ ؑ کے بندے اور اس کے رسول ؐ ہیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

الٰہی (ہمارے سردار) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر رحمت بھیج اور پھر سلام پڑھیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

سلام ہو تم پر اے نبی ؐ اور اللہ کی رحمت و برکت ہو

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت

قنوت

قنوت کے معنی نماز پڑھتے وقت اللہ کی بارگاہ میں عاجزی وانکسار کے ہیں۔

نماز میں دوسری رکعت میں رکوع کو جانے سے پہلے جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو اس کو قنوت کہتے ہیں۔ اللہ کو بندوں کا دعا کرنا پسند ہے۔قنوت کے لئے ہاتھ اٹھانے سے قبل اللہ اکبر کہنا چاہئے۔

دونوں ہاتھوں کو اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیاں چہرے کی جانب ہوں، انگلیاں جڑی ہوں، انگوٹھے علیحدہ ہوں۔ دعا بآواز پڑھنی چاہئے۔قنوت میں یوں تو کئی دعائیں پڑھی جاسکتی ہیں لیکن عام دعائیں یہ ہیں۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار

ترجمہ: اے میرے پالنے والے مجھے دنیا میں نعمت دے اور آخرت میں ثواب دے اور دوزخ کی آگ سے بچا۔

(سورۃ البقرہ ۲۰۱)

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا ط

ترجمہ: اے اللہ ان (میرے والدین) پر رحم فرما بالکل اس طرح کہ

جس طرح انہوں نے مجھ پر رحم کیا تھا جب میں چھوٹا تھا۔ (قرآن سورۃ بنی اسرئیل ۲۴:۱۴)

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

اے اللہ میرے علم میں ترقی دے (سورۃ طہٰ ۱۱۴:۲۰)

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابِ ط

اے ہمارے پالنے والے جس دن (اعمال کا) حساب ہونے لگے۔ مجھ کو اور

میرے ماں باپ کو اور سارے ایمان داروں کو تو بخش دے (سورۃ ابراہیم ۴۰:۱۴)

سوالات:

(ا) قنوت کے معنی کیا ہیں؟ قنوت کب اور کیسے پڑھتے ہیں؟

مشق: قنوت کی دعائیں زبانی یاد کرو؟

تعقیبات

تعقیبات کے معنی نماز کے بعد کی دعائیں اور تسبیحات کے ہیں۔ نماز ختم ہونے کے بعد پہلے تین مرتبہ اللہ اکبر کہیں، اس کے بعد صلوات پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

صلوات کے بعد تسبیح فاطمہؑ پڑھیں

اللہ اکبر	۳۴ مرتبہ
الحمدللہ	۳۳ مرتبہ
سبحان اللہ	۳۳ مرتبہ

تسبیح کے بعد دعا کریں اور پھر سجدہ شکر بجالائیں، سجدہ شکر میں پڑھیں،

شُکْرًاللّٰہ، شُکْرًاللّٰہ، شُکْرًاللّٰہ (اللہ تیرا شکر ہے)،

عَفْوًاللّٰہ، عَفْوًاللّٰہ، عَفْوًاللّٰہ (مجھے معاف کر)

سجدہ شکر کے بعد کھڑے ہو کر زیارت پڑھیں۔

نماز (۱) وضو کا طریقہ (۲) غسل (۳) تیمم کا طریقہ (۴) اذان (۵) اقامت (۶) پانچ وقت کی نمازیں (۷) نماز کے اوقات (۸) نماز کا طریقہ (۹) قنوت (۱۰) تعقیبات۔

نوٹ: بچے جب سے دینیات کی یہ کتابیں پڑھ رہے ہیں یا سن رہے ہیں تبھی سے وضو اور نماز کے طریقے سے آگاہ ہو گئے ہوں گے اور اب تک یعنی آٹھ سال کی عمر تک پابندی سے نماز پڑھنے بھی لگے ہوں گے۔ اب بچوں کو یہ اسباق پڑھاتے یا سناتے وقت وضو، تیمم، غسل، اذان اور نماز کا فلسفہ اور ان کے واجبات کے ایک ایک رکن کو تفصیل اور وضاحت سے بچوں کو آگاہ کریں۔

سوالات:

(۱) تعقیبات کے معنی کیا ہیں؟

مشق:

(۱) تسبیح فاطمہ یاد کرو۔ (۲) سجدہ شکر معنوں کے ساتھ یاد کرو۔

امامیہ دینیات کورس

پہلی کتاب : دوسرے سال کا نصاب

شمارہ	مضمون	صفحہ
۱	اللہ سب سے بڑا مہربان	۹۲
۲	ہماری جسمانی ضروریات	۹۳
۳	اللہ۔ ہمارا خالق	۹۶
۴	جو بوؤ گے وہی کاٹو گے	۹۷
۵	توحید	۹۹
۶	عدل	۱۰۰
۷	نبوت	۱۰۱
۸	حضرت ابراہیمؑ	۱۰۳
۹	زم زم	۱۰۵
۱۰	قربانی	۱۰۷
۱۱	کعبۃ اللہ کی تعمیر	۱۰۹
۱۲	عام الفیل	۱۱۱
۱۳	حضرت عبداللہ اور سیدہ آمنہ	۱۱۳
۱۴	الامین	۱۱۵
۱۵	پیغمبر اسلام کی بعثت	۱۱۷
۱۶	معجزہ شق القمر	۱۲۱

۱۷	معراج	۱۲۲
۱۸	ہجرت	۱۲۳
۱۹	حجتہ الوادع	۱۲۵
۲۰	رسول اللہ کی وفات	۱۲۷
۲۱	امام! مسلمانوں کا ہادی ورہبر	۱۲۸
۲۲	حضرت فاطمہ زہراؑ کی سخاوت	۱۳۰
۲۳	محنت اور خدا ترسی	۱۳۳
۲۴	حضرت علیؑ اور بچے	۱۳۵
۲۵	بے رحم دشمن	۱۳۷
۲۶	امام حسینؑ کی سخاوت	۱۳۹
۲۷	امام زین العابدینؑ- اللہ کے حضور ہیں	۱۴۱
۲۸	ننھا مجاہد	۱۴۳
۲۹	صلہ	۱۴۵
۳۰	احمد نے گائے خریدی	۱۴۶
۳۱	ایک بڑاا ودا کتا	۱۴۸
۳۲	کسی کا بھی مذاق مت اڑاؤ	۱۵۰
۳۳	دوستی کا خاتمہ	۱۵۱
۳۴	اسباب خیر وبرکت	۱۵۲
۳۵	اسباب نحوست	۱۵۳
۳۶	تقلید	۱۵۵
۳۷	آیت اللہ العظمٰی امام خمینیؒ	۱۵۶
۳۸	آیت اللہ العظمٰی سید علی سیستانی	۱۵۹

اللہ! سب سے بڑا مہربان

اللہ ہم سب پر بہت ہی مہربان ہے اس نے ہمیں پیدا کیا اور ہمیں تمام نعمتیں دی ہیں-

اللہ نے ہمیں آنکھیں دیں دیکھنے کے لئے

اللہ نے ہمیں کان دئے سننے کے لئے

اللہ نے ہمیں زبان دی، بولنے اور غذا کا ذائقہ معلوم کرنے کے لئے،

اللہ نے ہمیں پاؤں دئے چلنے کے لئے، ہاتھ دئے، کام کرنے اور دوسروں کی مدد کرنے کے لئے اور

اللہ نے ہمیں عقل دی تا کہ ہم بھلے برے کی پہچان کر سکیں

اگر ہم آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں اور عقل سے محروم ہوتے تو کیا کرتے؟
ان تمام نعمتوں کے لئے ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے-

سوالات:

1) اللہ نے ہمیں کون کون سی نعمتیں دی ہیں؟

2) آپ کیسے جانتے ہیں کہ اللہ سب پر مہربان ہے؟

ہماری جسمانی ضروریات

اللہ عالم ہے یعنی اللہ سب کچھ جانتا ہے۔
اللہ قادر مطلق ہے، یعنی تمام باتوں پر قدرت رکھتا ہے۔

انسان کے جسم کو مختلف غذاؤں کی ضرورت ہوتی ہے اگر مختلف غذائیں نہ ہوتیں تو ہم کیا کرتے؟ کیا ہم چلنے پھرنے اور کام کاج کرنے کے قابل ہوتے؟

جسمانی صحت کے لئے ضروری ہے کہ ہم ہر دن ضرورت کے مطابق پانی پیئیں۔

اگر پانی نہ ہوتا تو ہم کیا کرتے؟
اگر کھانے اور پانی پینے کے لئے منہ نہ ہوتا تو ہم کیا کرتے؟
اللہ کا شکر ہے کہ ہماری زندگی کیلئے تمام چیزیں دنیا میں موجود ہیں

ہمیں مختلف پھلوں کی ضرورت ہے جو موجود ہیں، ہمیں مختلف ترکاریوں کی ضرورت ہے جو موجود ہیں، جب ہمیں پیاس لگتی ہے تو ہمیں پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور پانی بھی موجود ہے کیا آپ جانتے ہیں کہ ہماری ان تمام ضرورتوں سے کون واقف ہے؟ اور کس نے ہماری ضروریات کی تمام چیزیں پیدا کی ہیں؟ ان تمام

نعمتوں کا شکر ہم کس طرح ادا کرتے ہیں؟

ہم منہ سے کھانا کھاتے اور پانی پیتے ہیں، ہاتھ سے نوالے بناتے
اور منھ میں رکھتے ہیں۔

پیٹ غذا ہضم کرتا ہے، ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں، کانوں سے
سنتے ہیں اور زبان سے چکھتے اور بولتے ہیں۔

ہماری صحت اور افزائش (بڑے ہونے) کے لئے جو جو چیزیں
ضروری ہیں وہ تمام چیزیں دنیا میں موجود ہیں ان تمام باتوں سے
ہم یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ.............

خالق دو عالم یعنی اللہ تعالیٰ نے جو سب کچھ جانتا ہے اور
تمام چیزوں کا خالق ہے، ہمیں خلق (پیدا) کیا اور اسی نے ہمارے
لئے تمام چیزیں بھی پیدا کیں ہیں۔

اگر اللہ تمام باتوں کو جاننے والا نہ ہوتا تو اسے معلوم نہ ہوتا کہ ہمیں کن کن چیزوں کی ضرورت ہے۔
اگر اللہ پیدا کرنے والا نہ ہوتا تو وہ یہ تمام چیزیں پیدا نہ کر سکتا۔

اللہ عالم (تمام باتوں کو جاننے والا) ہے
قادر (تمام باتوں پر قدرت رکھنے والا) ہے

اللہ اپنی تمام مخلوقات کے لئے بڑا ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ اللہ نے تمام نعمتیں اپنی مخلوق کے لئے پیدا کی ہیں ہم سب کو زندہ رہنے اور ان نعمتوں سے لطف حاصل کرنے کا حق ہے۔ لیکن بعض ظالموں کے ظلم و جبر کی وجہ سے ہم میں سے کئی لوگ اللہ کی

نعمتوں سے محروم ہیں- ہم میں سے کئی لوگ غذا اور پھل حاصل نہیں کر سکتے - کئی لوگوں کو پینے کے قابل پانی تک نہیں ملتا- مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ دوسروں کے متعلق سوچیں اور ان کی مدد کریں-

کسی بھی مسلمان کو غریبوں اور محتاجوں کا خیال رکھتے ہوئے ضرورت سے زیادہ نہیں کھانا چاہیے-ضرورت سے زیادہ پانی بھی استعمال نہیں کرنا چاہیے- ہم سب کو ایک ہو کر دنیا کو بہتر بنانے اور غریبوں کی ضروریات کو پوری کرنے کی اور ان کی حفاظت کرنے کی کوشش کرنی چاہیے-

سوالات:

1) ہمیں پیدا کرنے والا کون ہے؟

2) ہماری زندگی کی ضرورتیں کیا ہیں؟

3) ہماری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالٰی نے کن کن نعمتوں کو پیدا کیا؟

4) خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے ہمیں کس طرح فائدہ اٹھانا چاہیے؟

5) ہمیں ہمارے خالق نے نعمتیں دی ہیں استعمال کرنے کے لئے مگر کچھ لوگ اس سے محروم کیوں ہیں؟

خالی جگھیں بھرو

اللہ نے ہمیں .... کیا- (پیدا، بڑا، اندھا)

اللہ .... یعنی تمام باتوں کا جاننے والا ہے- (کافر، عالم، بڑا)

اللہ .... یعنی تمام باتوں پر قدرت رکھتا ہے- (ظالم، ایک، قادر)

اللہ کا .... ہے کہ ہماری زندگی کے لئے تمام ضروری چیزیں دنیا میں موجود ہیں- (غضب، شکر، رحمت)

اللہ ہمارا خالق

اللہ نے ہم سب کو خلق (پیدا) کیا- اللہ نے چھوٹی سی چیونٹی کو بھی خلق (پیدا) کیا- اونچے اونچے پہاڑ آسمان، زمین اور سمندر سب کچھ اللہ نے پیدا کئے ہیں-

اللہ اپنی تمام مخلوقات کی نگرانی کرتا ہے- کیونکہ اللہ سب سے بڑا اور سب سے عظیم ہے-

اَللہُ اَکْبَرْ

اللہ ہم سب کا خالق ہے- اللہ ہر شئے کا مالک ہے- اللہ تمام جہانوں کا مالک اور وہی بزرگ و برتر ہے-

اَلْحَمْدُللہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا مالک ہے

ہم ہر چیز کے لئے اللہ کے محتاج ہیں-

اَللہُ الصَّمَدُ

اللہ کسی کا محتاج نہیں

سوالات:

(۱) اللہ نے کس کس کو پیدا کیا؟

(۲) اللہ اکبر کے معنی کیا ہیں؟

(۳) الحمدللہ رب العلمین کے معنی کیا ہیں؟

(۴) اللہ الصمد کے معنی کیا ہیں؟

جو بوؤ گے وہی کاٹو گے

کسی زمانے میں حاجی علی نامی ایک شخص رہا کرتا تھا، حاجی علی بے حد محنتی تھا- وہ ایک چھوٹے مگر خوبصورت باغ کا مالک تھا- وہ دن بھر اپنے باغ میں کام کیا کرتا-

اس کے باغ کے پیڑ پھلوں اور پھولوں سے لدے ہوتے، حاجی علی کے خاندان کا گزارہ اسی باغ سے تھا- وہ باغ کے کچھ پھل اپنے لئے رکھتا اور بقیہ پھل فروخت کردیا کرتا، اس طرح حاجی علی اور اس کے خاندان کو بہت پیسہ ملتا- حاجی علی خوشحال زندگی بسر کررہا تھا، وقت پڑنے پر دوسروں کی مدد بھی کیا کرتا-

جو لوگ اچھے کام کرتے ہیں انہیں اس کا پھل (صلہ) بھی اچھا ملتا ہے- یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے- یعنی جو لوگ اس دنیا میں اچھے کام کرتے ہیں انہیں آخرت میں اس کا اچھا صلہ ملے گا-

جولوگ دنیا میں اچھے کام کرتے ہیں،لوگوں کی خدمت کرتے ہیں،لوگوں کے دکھ درد میں ان کا ساتھ دیتے ہیں ان سے ہمدردی کرتے ہیں ان لوگوں کو آخرت میں اچھا صلہ ملے گا-

حاجی علی کا پڑوسی کاہل اور کام چور تھا-اس کا باغ ویران پڑا رہتا-اس کے باغ میں پھل پھول دینے والے پیڑ پودے نہیں ہیں-فصل کاٹنے کے دنوں میں جب سب لوگ اپنے باغوں میں پھل پھول اتارتے ہیں اور فصلیں کاٹتے ہیں یہ شخص اپنی حالت پر افسوس کرتا ہے اور کہتا ہے،

''کاش میں نے بھی بیج بوئے ہوتے'' کاش میرے باغ میں بھی پھل پھول دینے والے پیڑ پودے ہوتے''

جولوگ کوئی کام نہیں کرتے انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا-اسی لئے کہتے ہیں جو بوؤ گے وہی کاٹو گے-

سوالات:

(۱) حاجی علی کیسا آدمی تھا؟

(۲) حاجی علی کیا کرتا تھا؟اور اس کو اس کا کیا صلہ ملتا تھا؟

(۳) اس دنیا کو آخرت کی کھیتی کیوں کہا جاتا ہے؟

(۴) کچھ کام نہ کرنے کا نتیجہ کیا ہوتا؟ جولوگ کام نہیں کرتے وہ پریشان کیوں ہوتے ہیں؟

(۵) جو بوؤ گے وہی کاٹو گے کا مطلب کیا ہے؟

خالی جگھیں بھرو:

(۱) حاجی علی بے حد..........تھا- (کام چور،کاہل،محنتی)

(۲) جولوگ..........کام کرتے ہیں- (برے،اچھے،بڑے)

(۳) حاجی علی کا پڑوسی..........اور کام چور تھا- (قابل،کاہل،محنتی)

(۴) کاش میں نے بھی..........بوئے ہوتے- (بیج،پیڑ،پھول)

(۵) جولوگ کوئی..........نہیں کرتے انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا- (نام،کام،دام)

توحید

اصول دین کی پہلی اصل اور بنیاد "توحید" ہے-توحید کے معنی 'ایک' کے ہیں،یعنی صرف ایک اللہ پر ایمان لانا،لفظ 'اللہ' کی جمع نہیں ہے اور نہ ہی تانیث ہے-اللہ کی ذات میں کسی کو شریک نہیں کیا جا سکتا- وہ وحدہ لاشریک لہ ہے توحید کے معنی ایک اللہ یعنی **وحدہ لاشریک لہ** کے ہیں،توحید کے معنی صرف اللہ ہی کی عبادت کی جائے کوئی اور شئے مثلابت،سورج،چاند، تارے وغیرہ عبادت کے قابل نہیں-

توحید پر ایمان رکھنے والا شخص ہر کام صرف اللہ کو خوش کرنے کے لئے کرتا ہے- پہلے امام حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے،

"...... ہمارا ایمان یہ ہو کہ

اللہ ایک ہے......

وہ سب کچھ جانتا ہے،

سب کچھ سنتا ہے اور سب کچھ دیکھتا ہے،

اللہ کا کوئی جسم نہیں،

اس کو ہم اپنی آنکھ سے اس دنیا میں یا آخرت میں دیکھ نہیں سکتے-

......اللہ کسی خاص جگہ پر نہیں،لیکن کوئی ایسی جگہ نہیں کہ جہاں اللہ موجود نہیں-

وہ عادل ہے،وہ مہربان اور رحم کرنے والا ہے-

سوالات:

(۱) توحید کے معنی کیا ہیں؟توحید پر ایمان رکھنے والا انسان کیا کرتا ہے؟

(۲) توحید کے متعلق حضرت علی علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

عدل

اصول دین کی دوسری جڑ عدل ھے-

عدل کے معنی انصاف کے ہیں- انصاف کا مطلب نیک اور اچھے کام کرنے والوں کو دوسروں سے ہمدردی کرنے والوں کو سچ بولنے والوں کو انعام اور برے کام کرنے والوں کو جھوٹ بولنے والوں کو، دوسروں کو ستانے والوں کو سزا دینے کے ہیں- یہ انعام اور سزا دینے والا اللہ ہے، انعام اور سزا دینے میں اللہ سے کوئی غلطی نہیں ہوگی اسی لئے اللہ کو عادل کہتے ہیں- یہی تمام مسلمانوں کا ایمان ہے-

اللہ کے عدل پر ایمان کے معنی یہ ہیں کہ،

1) اللہ سب کے ساتھ عدل (انصاف) کرتا ہے، اللہ کبھی کوئی غلطی نہیں کرتا-

2) اللہ کسی کو بھی برا کام کرنے پر مجبور نہیں کرتا-

3) اللہ ہمیشہ اطاعت گزار بندوں کو اپنے انعام سے نوازتا ہے-

سوالات:

(1) "عدل" کے معنی کیا ہیں؟ (2) اللہ کو عادل کیوں کہتے ہیں؟

(3) اللہ کے عدل پر ایمان کے معنی کیا ہیں؟

نبوت

نبوت اصول دین کی تیسری جڑ ہے-اسلام میں 'نبی' اس کو کہا جاتا ہے جو اللہ کی طرف سے ہم انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہے-رسول وہ ہوتا ہے جو ایک نئی شریعت لاتا ہے-اور انبیاء ہی میں سے ہوتا ہے-رسول اور نبی کو پیغمبر بھی کہتے ہیں-

اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار (1,24,000) پیغمبر بھیجے-پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور اخری پیغمبر، حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں-کئی پیغمبر صرف ایک دو شہروں کے لئے بھیجے گئے بعض پیغمبر صرف ایک خاندان کے لئے بھیجے گئے لیکن کوئی بھی پیغمبر پوری بنی نوع آدم کی ہدایت کے لئے نہیں بھیجا گیا جیسا کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمدؐ پوری بنی نوع آدم کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے-

اللہ کے بھیجے گئے ایک لاکھ چوبیس ہزار (1,24,000) پیغمبروں میں پانچ پیغمبر اولوالعزم ہیں:

1- حضرت نوح علیه السلام

2- حضرت ابراهیم علیه السلام

3- حضرت موسیٰ علیه السلام

4- حضرت عیسیٰ علیه السلام

5- حضرت محمد مصطفی صلی الله علیه وآله وسلم

اللہ نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے ''آیات'' نازل فرمائیں-جو کتابوں میں محفوظ ہیں-

ایسی کئی کتابیں ہیں جن میں اہم ترین چار کتابیں ہیں، جن پر ایمان رکھنا واجب ہے کہ یہ خدا کی بھیجی ہوئی ہیں-

1- زبور : حضرت داؤد علیہ السلام کودی گئی

2- توریت : حضرت موسیٰ علیہ السلام کودی گئی

3- انجیل : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کودی گئی اور

4- قرآن : حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کودیا گیا

اور یہ کتاب ہدایت قیامت تک باقی رہے گی-

سوالات:

(1) نبی کون ہوتا ہے؟

(2) رسول کون ہوتا ہے؟

(3) اللہ نے کتنے پیغمبر بھیجے؟ پہلے اور آخری پیغمبر کے نام کیا ہیں؟

(4) اولوالعزم پیغمبر کتنے ہیں؟ ان کے نام کیا ہیں؟

(5) اللہ نے کتنی کتابیں بھیجیں؟ ان کے نام کیا ہیں؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیمؑ جس شہر میں رہتے تھے اس شہر کے لوگ بت پرست، آتش پرست اور چاند، تاروں اور سورج وغیرہ کی پرستش کیا کرتے تھے۔حضرت ابراہیمؑ لوگوں کو سمجھاتے کہ ان جھوٹے معبودوں کی پرستش چھوڑ دو اور اللہ کی عبادت کرو اور لا الہ الا اللہ کہو۔

لیکن لوگوں نے آپؑ کی بات نہیں مانی۔ایک دن جب شہر کے تمام لوگ کسی تہوار کے سلسلے میں شہر سے دور کسی مقام پر جمع ہوئے تھے تب حضرت ابراہیمؑ ان کے بت کدے پر گئے اور تمام بت توڑ دیے صرف ایک بڑے بت کو رہنے دیا۔آپؑ نے اپنا ہتھوڑا جس سے آپؑ نے بت توڑے تھے اس بڑے بت کے ہاتھ سے باندھ دیا۔

لوگ جب تہوار کے بعد لوٹے اور دیکھا کہ بت کدے کے تمام بت ٹوٹے ہوئے ہیں تو انہوں نے حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا کہ بت کس نے توڑے؟ آپؑ نے ان سے کہا کہ وہ بڑے بت سے پوچھیں جو صحیح و سالم ہے لوگوں نے بڑے بت سے پوچھا، ظاہر ہے کہ بڑا بت ہمیشہ کی مانند خاموش ہی رہا۔تب لوگوں پر یہ حقیقت ظاہر ہوئی کہ وہ لوگ جن بتوں کی پرستش کر رہے تھے وہ بت اتنے بے بس ہیں کہ خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتے۔لیکن وہ لوگ بے حد ہٹ دھرم تھے اس کے بعد بھی وہ وحدہ لاشریک لہ پر ایمان نہیں لائے۔

اس کے برعکس انہوں نے حضرت ابراہیمؑ ہی کو قتل کر دینے کا فیصلہ کیا۔

شہر کے لوگوں نے ایک وسیع میدان میں لکڑیاں جمع کیں جب لکڑیوں کا ڈھیر لگ گیا تو اس میں آگ لگائی اور حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پھینک دیا اللہ نے آگ کو حکم دیا،

يٰنَارُ كُونِيْ بَرْداً وَّسَلٰماً عَلٰىٓ اِبْرَاهِيْمَ

اے آگ تو ابراہیم پر بالکل ٹھنڈی اور سلامتی کا باعث ہو جا تا کہ ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے

(سورۂ انبیاء، آیت :۶۹)

اس ملک کے حاکم نمرود نے دیکھا کہ آگ حضرت ابراہیمؑ کے لئے گلزار بن گئی ہے تب بھی وہ اللہ پر ایمان نہیں لایا- اور اس شہر کے لوگ بھی اللہ پر ایمان نہیں لائے-

سوالات :

1) حضرت ابراہیمؑ کے شہر کے لوگ کس کو خدا مانتے تھے؟

2) حضرت ابراہیمؑ نے بت کدے میں جا کر کیا کیا؟

3) لوگوں کو آپؑ نے کیا بتایا؟ کیا بڑے بت نے لوگوں کو جواب دیا؟

4) لوگوں نے کیا فیصلہ کیا؟

5) آگ حضرت ابراہیمؑ کے لئے کیا بن گئی تھی؟

6) کیا لوگ اللہ پر ایمان لے آئے؟

زم زم

حضرت ابراہیمؑ کافی عمر رسیدہ ہوگئے تھے جب اللہ نے آپ کو ایک بیٹے حضرت اسماعیلؑ سے نوازا- حضرت اسماعیل بھی پیغمبر ہوئے- حضرت اسماعیلؑ کی والدہ حضرت ہاجرہؓ نہایت نیک اور خداترس خاتون تھیں-

حضرت ابراہیمؑ ایک دن حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کو ایک سنسان مقام پر لے گئے اور انہیں وہاں تنہا چھوڑ کر اپنے شہر لوٹ گئے-- جس مقام پر حضرت ابراہیمؑ نے حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کو چھوڑا تھا وہ مقام آج مکہ معظّمہ کہلاتا ہے بہت جلد حضرت ہاجرہؓ کے پاس کھانے پینے کی چیزیں ختم ہوگئیں- وہ پانی کی تلاش میں نکلیں، مکہ میں دو پہاڑیاں صفا اور مروہ ہیں- حضرت ہاجرہؓ پہلے صفا پر چڑھیں اور دور دور تک نظر دوڑائی آپ کو مروہ کے قریب پانی نظر آیا اور آپ دوڑتی ہوئی مروہ تک پہنچیں- آپ نے پلٹ کر دیکھا تو پھر آپ کو صفا کے قریب پانی نظر آیا اور آپ دوڑتی ہوئی صفا تک پہنچیں اس طرح آپ نے سات مرتبہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ لگائی- لیکن آپ کو پانی نہیں ملا-

صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ لگاتے وقت آپ بچے کو بھی دیکھتی رہتیں- ساتویں مرتبہ دوڑ لگانے کے بعد جب آپ نے بچے کی طرف دیکھا تو آپ کو حضرت اسماعیل کے پیروں کے قریب پانی دکھائی دیا- جب آپ بچے کے قریب پہنچیں تو آپ کو نظر آیا کہ حضرت اسماعیلؑ کے پیروں کے نیچے سے پانی ابل رہا ہے اور چھوٹا سا چشمہ بن گیا ہے- یہ چشمہ آج بھی ہے اور اس کا نام زم زم ہے

زم زم کے معنی رک جا! کے ہیں- اس کے معنی بہت زیادہ پانی کے بھی ہیں- چاہ زم زم کے باعث کئی قافلے اس کے قریب بس گئے- آہستہ آہستہ آبادی بڑھتی گئی اور ایک شہر بن گیا جو آج مکہ معظّمہ کہلاتا ہے-

سوالات :

1) حضرت اسماعیلؑ کب پیدا ہوئے؟ آپ کی والدہ کا کیا نام ہے؟
2) اللہ کے حکم پر حضرت ابراہیمؑ نے حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کو کہاں چھوڑا؟
3) کیا وہاں حضرت ہاجرہؓ کو پانی ملا؟ آپ نے کیا کیا؟
4) حضرت اسماعیلؑ کے پیروں کے قریب پانی ابلتے دیکھ کر آپ نے کیا کہا؟
5) زم زم کے کیا معنی ہیں؟

قربانی

حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ سے کچھ فاصلے پر عرفات میں کوہ رحم پر آرام کر رہے تھے کہ آپ نے خواب دیکھا کہ آپ اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ لگاتار تین دن آپ یہی خواب دیکھتے رہے۔

حضرت اسمٰعیلؑ سے آپ کو بے حد لگاؤ تھا، آپ سمجھ گئے کہ اللہ دیکھنا چاہتا ہے کہ آپ کو اللہ سے کتنی محبت ہے؟ اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تیرہ برس کے تھے۔ حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنا خواب سنایا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ اللہ کی مرضی کے سامنے اپنا سر جھکانے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں باندھے انہیں لٹایا اپنی آنکھوں پر پٹی باندھی اور اللہ کا نام لے کر بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے گردن پر چھری چلائی۔ جب آپ کو یقین ہو گیا کہ آپ بیٹے کی قربانی دے چکے ہیں تو

آپؑ نے اپنی آنکھیں کھولیں- آپؑ نے دیکھا کہ حضرت اسمٰعیلؑ صحیح وسلامت آپؑ کے پاس کھڑے ہیں- اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کی جگہ ایک دنبہ (بکرا) ذبح کیا ہوا پڑا ہے-

اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی قبول کر لی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اس امتحان میں کامیاب ہوئے- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کی یادگار ہم عیدالاضحیٰ کے دن ۱۰ ذی الحجہ کو مناتے ہیں-

سوالات:

(۱) حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں کیا دیکھا؟ کتنے دن آپؑ نے یہ خواب دیکھا؟

(۲) حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کی گردن پر چھری چلانے کے بعد کیا سمجھا؟ کیا حضرت اسمٰعیلؑ ذبح ہو گئے؟

(۳) کیا اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کی قربانی قبول کر لی؟

(۴) ہم عیدالاضحیٰ کیوں مناتے ہیں؟

کعبۃ اللہ کی تعمیر

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ اللہ کے حکم پر پتھر اٹھا اٹھا کر ایک دوسرے پر رکھتے جارہے تھے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ دونوں کی مدد کررہے تھے اور بتارہے تھے کہ پتھر کہاں رکھنا ہے۔

بہت جلد دونوں باپ بیٹوں نے کعبۃ اللہ کی چہار دیواری کھینچ دی۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بتانے پر آپ دونوں نے حجرِ اسود بھی اس کی جگہ پر لگا دیا۔

کعبۃ اللہ کی تعمیر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بہت محنت کی۔

دیوار بناتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک چٹان پر کھڑے ہوئے تھے، اس چٹان پر آپ کے قدموں کے نشان بن گئے تھے۔ اس جگہ کو آج ''مقام ابراہیم علیہ السلام'' کہا جاتا ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم

اے اللہ تو ہماری اس محنت کو قبول فرما، یقیناً تو سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

(قرآن سورۃ البقرۃ ۲:۱۲۷)

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مکہ معظّمہ میں رہنے لگے آپ کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہ السلام کی قبر کعبۃ اللہ کے پہلو میں ہے۔

سوالات:

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کیا کر رہے تھے؟

(۲) کعبۃ اللہ کی دیوار بناتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کہاں کھڑے ہوئے تھے؟ اس جگہ کو کیا کہتے ہیں؟

(۳) کعبۃ اللہ کی تعمیر کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل نے کیا دعا مانگی؟

(۴) حضرت اسمٰعیل کہاں رہنے لگے؟ آپ کی والدہ حضرت ہاجرہ کی قبر کہاں ہے؟

عام الفیل

شاہ یمن نے اپنے ملک میں ایک نہایت ہی عالیشان، وسیع وعریض چرچ (گرجا گھر) تعمیر کروایا، اس کے اندر قیمتی قالینوں کا فرش بچھایا- دیواروں پر قالین لٹکائے، بہر حال اس چرچ کو شاہ یمن نے اچھی طرح سجایا- اس کی خواہش تھی کہ لوگ ہر سال طواف کے لئے کعبۃ اللہ جانے کی بجائے اس عالیشان چرچ کو آئیں، اس کی تمام کوششوں کے باوجود لوگ کعبۃ اللہ کے طواف کے لئے مکہ معظّمہ جاتے رہے- تھک ہار کر اس نے فیصلہ کیا کہ کیوں نہ کعبۃ اللہ ہی کو تباہ کر دیا جائے- اس نے اپنے سب سے طاقتور سپہ سالار ابر ہہ کو ہاتھیوں کی فوج کے ساتھ کعبۃ اللہ کو ڈھانے کے لئے روانہ کیا- راستے میں ابر ہہ کی فوج نے ہر چھوٹے بڑے شہر اور گاؤں کو تباہ کر دیا- سینکڑوں اونٹوں پر قبضہ کر لیا- ایسے اونٹوں میں پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے اونٹ بھی شامل تھے-

حضرت عبدالمطلبؓ جانتے تھے کہ ابر ہہ کعبۃ اللہ کو تباہ کرنے کے لئے آ رہا ہے- آپؑ کعبہ گئے اور اللہ سے کعبہ کی حفاظت کے لئے دعا مانگی-

''اے اللہ......اپنے گھر کی حفاظت فرما، دشمنوں کو ان کے مقصد میں کامیاب ہونے نہ دے'' یہ دعا مانگنے کے بعد حضرت عبدالمطلب ابر ہہ کے پاس گئے-

ابر ہہ نے پوچھا ''آپ مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہیں''؟

حضرت عبدالمطلب نے کہا ''میں اپنے اونٹ واپس چاہتا ہوں''

ابر ہہ کو حیرت ہوئی، اس نے کہا ''میں کعبۃ اللہ کو تباہ کرنے آیا ہوں، اور آپ کعبۃ اللہ کے محافظ و نگران ہیں- لیکن آپ کو صرف آپنے اونٹوں کی فکر ہے- کعبۃ اللہ کی نہیں-''

حضرت عبدالمطلب نے کہا ''اونٹ میری ملکیت ہیں، لہٰذا میں ان کی واپسی کا تقاضہ کر رہا ہوں- کعبہ اللہ کی ملکیت ہے کعبہ

کی حفاظت اللہ خود کرے گا"۔

ابرہہ نے یہ جواب سن کر حضرت عبدالمطلب کو ان کے اونٹ لوٹا دیئے اور خود کعبہ کو گرانے کے لئے آگے بڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے پرندوں کا ایک جھنڈ بھیجا، پرندے اپنی چونچوں سے کنکریاں ابرہہ کی فوج پر گرانے لگے یہ کنکریاں سپاہیوں اور ہاتھیوں کے سروں پر پڑیں تو وہ ہلاک ہو گئے۔ ابرہہ کی فوج کے تمام سپاہی ہلاک ہو گئے اور تمام ہاتھی مارے گئے صرف ابرہہ زندہ رہ گیا۔ وہ بھاگا بھاگا یمن پہونچا تا کہ شاہ یمن کو پوری کہانی سنائے۔ لیکن ایک پرندہ ابرہہ کے ساتھ یمن تک پہونچا۔ تمام قصہ سننے کے بعد شاہ یمن نے غصے میں آ کر پوچھا "آخر وہ پرندے کیسے تھے"؟

ابرہہ نے آسمان کی طرف نظر کی اور پرندے کی جانب اشارہ کیا اسی وقت پرندے نے چونچ سے کنکری گرائی جو ابرہہ کے سر پر پڑی۔ ابرہہ وہیں ہلاک ہو گیا۔

جس سال یہ واقعہ پیش آیا اس سال کو "عام الفیل" کہا جاتا ہے۔ "عام" کے معنی "سال" اور "فیل" کے معنی "ہاتھی" کے ہیں۔ "عام الفیل" یعنی "ہاتھیوں کا سال"۔

ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اسی سال ہوئی۔

سوالات:

(1) شاہ یمن نے اپنے ملک میں کیا تعمیر کروایا؟ لوگوں سے کیا کہا؟

(2) کیا لوگ کعبۃ اللہ کا طواف کرنے کے بجائے اس چرچ کا طواف کرنے لگے؟

(3) شاہ یمن نے کعبۃ اللہ کو تباہ کرنے کا فیصلہ کیوں کیا؟

(4) حضرت عبدالمطلب نے کعبہ جا کر کیا دعا مانگی؟ ابرہہ سے آپ نے کیا مانگا؟ ابرہہ کو حیرت کیوں ہوئی؟

(5) ابرہہ جب کعبہ کو تباہ کرنے آگے بڑھا تو کیا ہوا؟

(6) جس سال یہ واقعہ ہوا اس سال کو کیا کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہؑ اور سیدہ آمنہؑ

عیسائی راہبوں کے پاس حضرت یحیٰؑ علیہ السلام کی ایک قمیص تھی ان کا عقیدہ تھا کہ جب آخری پیغمبر کے والد کی ولادت ہوگی تب وہ قمیص خون میں رنگ جائے گا۔

لہٰذا جب حضرت عبداللہ پیدا ہوئے، عیسائی راہبوں کو آپ کی ولادت کی اطلاع ہوگئی اور وہ آپ کو ڈھونڈنے لگے۔

حضرت عبداللہ اپنے والد حضرت عبدالمطلب کے چہیتے بیٹے تھے۔

حضرت عبدالمطلب نے عہد کیا تھا کہ جب ان کے دس بیٹے ہوں گے تو وہ ایک بیٹے کو قربان کردیں گے۔

قرعہ میں حضرت عبداللہ کا نام نکلا۔

حضرت عبداللہ بہت ہی نیک انسان تھے اور مکہ کے لوگ آپ کو بے حد چاہتے تھے۔

جب حضرت عبدالمطلب، حضرت عبداللہ کو قربان کرنے جارہے تھے تب مکہ کے لوگوں نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ یثرب (مدینہ) جائیں اور وہاں ایک عقلمند عورت سے مشورہ کریں جو آپ کو اس قربانی کے عوض دوسری قربانی بتائے گی۔

طے پایا کہ دس دس اونٹوں کو استعمال کرتے ہوئے قرعہ اندازی کی جائے اور دس بار قرعہ اندازی کی گئی۔

حضرت عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کے عوض ایک سو اونٹوں کی قربانی دی۔

حضرت محمدؐ اکثر کہا کرتے کہ آپؐ دو قربانیوں، حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت عبداللہ کے فرزند ہیں۔

حضرت عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عبداللہ کا عقد حضرت آمنہ بنت وھب سے ہو رہا ہے،

حضرت عبداللہ کا عقد حضرت آمنہ سے عام الفیل سے ایک سال قبل ہوا۔

جب حضرت آمنہ حاملہ ہوئیں تو حضرت عبداللہ تجارتی قافلے کے ساتھ شام گئے،

واپسی میں بیمار پڑ گئے اور راستے ہی میں آپ کا انتقال ہوگیا۔

آپ کی تدفین مدینہ میں ہوئی۔

آپ نے اپنے ورثے میں چند اونٹ، بکریاں اور ایک کنیز "ایمن" یہ ورثہ حضرت محمدؐ کو دیا گیا۔

شوہر کے انتقال کے بعد حضرت آمنہ بہت دکھی ہوئیں۔ جب حضرت محمدؐ کی عمر چھ سال اور ایک دوسری روایت کے مطابق تین (۳) سال کی ہوئیں تو آپؑ بھی انتقال کر گئیں۔

آپ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع مقام "ابوا" میں دفن ہیں۔

سوالات:

(۱) حضرت عبداللہ کی پیدائش سے عیسائی کیسے آگاہ ہوئے؟

(۲) حضرت عبدالمطلب اپنے چہیتے بیٹے عبداللہ کی قربانی کیوں دینا چاہتے تھے؟

(۳) مکہ کے لوگوں نے کیا مشورہ دیا؟

(۴) حضرت عبداللہ کی شادی کیسے اور کس سے ہوئی؟

الامین

جب مکہ کے لوگ خانہ کعبہ کواز سرنو بنانے لگے تب تمام لوگ خانہ کعبہ بنانے میں ایک دوسرے کی مدد کررہے تھے جب کعبہ کی دیوار ایک خاص اونچائی تک پہنچی تو کام روک دیا گیا، کیونکہ اس جگہ حجراسود رکھا جانا تھا۔

''حجراسود''ایک محترم پتھر ہے مکہ کے سرداروں میں سے ہرایک کی خواہش یہ تھی کہ اس پتھر کو صرف وہی اس کی جگہ پر رکھے اوراس کام سے اپنے آپ اوراپنے قبیلے کی سربلندی کا موجب بنے۔اسی وجہ سے ان کے درمیان جھگڑا شروع ہوا۔ ہرایک یہی کہتا تھا کہ صرف میں حجراسود کواس کی جگہ نصب کروں گاان کا اختلاف بہت بڑھ گیا اور ایک خطرناک موڑ تک پہنچ گیا قریب تھا کہ ان کے درمیان جنگ شروع ہوجائے۔وہ جنگ کے لئے تیار بھی ہوچکے تھے اسی اثناء میں ایک دانا اورخیرخواہ آدمی نے کہا، لوگو! جنگ اوراختلاف سے بچو کیونکہ جنگ شہراورگھروں کو ویران کردیتی ہے۔اوراختلاف لوگوں کو متفرق اور بدبخت کردیتا ہے جہالت سے کام نہ لواور کوئی معقول حل تلاش کرو، مکہ کے سردار کہنے لگے! کیا کریں؟اس دانا آدمی نے کہا تم اپنے درمیان میں سے ایک ایسے آدمی کا انتخاب کرلو جو تمہارے اختلاف کو دور کردے۔سب نے کہا یہ ہمیں قبول ہے یہ مفید مشورہ ہے۔لیکن ہر قبیلہ کہتا تھا کہ وہ قاضی ہم میں سے ہو۔اسی خیرخواہ اور دانا آدمی نے کہا، جب تم قاضی کے انتخاب میں بھی اتفاق نہیں کرپائے تو سب سے پہلا شخص جو اس مسجد کے دروازے سے اندر آئے اسے قاضی مان لو۔سب نے کہا یہ ہمیں قبول ہے تمام کی آنکھیں مسجد کے دروازے پر لگی ہوئی تھیں اوردل دھڑک رہے تھے کہ کون پہلے اس مسجد سے اندر آتا ہے اور فیصلہ کس قبیلے کے حق میں ہوتا ہے؟ ایک جوان اندر داخل ہوا۔سب میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اورسب نے بیک زبان کہا بہت اچھا ہوا کہ محمدؐ ہی آیا ہے۔محمدؐ امین ہے منصف اور صحیح فیصلہ دینے والا ہے اس کا فیصلہ ہم سب کو قبول ہوگا......حضرت محمدؐ جب وہاں پہنچے تو تمام قبیلوں نے اپنے اختلاف کی کہانی آپ کو سنائی، آپؐ کچھ دیر خاموش رہے، پھر فرمایا کہ اس کام میں تمام مکہ کے سرداروں کو شریک ہونا چاہئے،

لوگوں نے پوچھا کیا ایسا ہوسکتا ہے؟اور کس طرح حضرت نے فرمایا کہ ہر قبیلے کا سردار یہاں حاضر ہو، تمام سردار آپ کے پاس آئے۔ آنحضرتؐ نے اپنی عبا بچھائی پھر آپؐ نے فرمایا تمام سردار عبا کے کناروں کو پکڑیں اور حجر اسود کو لے چلیں۔ تمام سرداروں نے حجر اسود اٹھایا اور اسے اس کی مخصوص جگہ تک لے آئے اس وقت آپؐ نے حجر اسود کو اٹھایا اور اسے اس کی جگہ نصب کر دیا۔ مکہ کے تمام لوگ آپؐ کی اس حکمت عملی سے راضی اور خوش ہو گئے اور آپؐ کے اس فیصلے پر آفرین کہنے لگے۔

ہمارے پیغمبرؐ اس وقت جوان تھے اور ابھی اعلان رسالت نہیں فرمایا تھا، لیکن صحیح کام انجام دیتے اور نہایت امین تھے اس لئے آپ کا لقب ''امین'' پڑ گیا۔ لوگ آپؐ پر اعتماد کرنے لگے، اور قیمتی چیزیں آپؐ کے پاس امانت رکھوانے لگے اور آپؐ ان کی امانتوں کی حفاظت کرتے۔ اور صحیح و سالم انہیں واپس لوٹاتے۔ سبھی لوگ اپنے اختلافات دور کرنے میں آپؐ کی طرف رجوع کیا کرتے، اور آپؐ کے فیصلے کو قبول کرتے۔

پیغمبرؐ امین اور راست باز پر
بہت زیادہ درود و سلام ہو

سوالات:

(۱) کعبۃ اللہ کی دوبارہ تعمیر کے بعد حجر اسود کیوں نہیں رکھا گیا؟

(۲) مکہ کے لوگوں کو جنگ سے روکنے کے لئے ایک دانا شخص نے کیا مشورہ دیا؟

(۳) کعبۃ اللہ میں سب سے پہلے کون داخل ہوا؟ اس کو دیکھتے ہی لوگ کیوں خوش ہو گئے؟

(۴) رسول اللہ صلعم نے حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھنے کے لئے کیا مشورہ دیا؟

(۵) آپؐ کا لقب امین کیوں پڑا؟

پیغمبر اسلام کی بعثت

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ کے لوگوں کو دین اسلام کی طرف بلایا، اور انہیں بت پرستی سے منع فرماتے ہوئے ایک اللہ کی عبادت کرنے کے لئے کہاتو مکہ کے لوگ آپؐ کے دشمن ہو گئے- اس وقت تک مکہ کے لوگ آپؐ کے اخلاق حسنہ کے معترف تھے اور آپؐ کو'الامین' کالقب بھی دیا تھا- لیکن جونہی آپؐ نے انہیں بت پرستی سے منع کیااور ان دیکھے اللہ کی عبادت کے لئے کہاوہ آپؐ کے دشمن ہو گئے-

پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ اعلان رسالت سے قبل تنہائی میں اللہ کی عبادت کے لئے مکہ سے قریب واقع ایک پہاڑ پر جایا کرتے اور اس پہاڑ کے ایک غار میں جس کو غار حراء کہا جاتا ہے عبادت کیا کرتے- آپؐ کی عمر چالیس سال ہو چکی تھی اور آپؐ حسب معمول غار حراء میں عبادت میں مشغول تھے- صبح کا سہانا وقت تھا کہ حضرت جبرئیلؑ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے محمدؐ! آپ اللہ کے پیغمبر ہیں، اللہ نے حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو شرک، بت پرستی اور ذلت وخواری سے نجات دلائیں اور ان کو آزادی اور خدا پرستی کی عظمت اور توحید کی دعوت دیں- اس موقع پر حضرت جبرئیلؑ نے قرآن کے سورۃ العلق کے پانچ آیات بھی پہونچائے-

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ﴿۱﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقۡرَاۡ وَ رَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ﴿۵﴾

ترجمہ: (اے رسول) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا اسی نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا، پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی، اسی نے انسان کو وہ باتیں بتائیں جن کو وہ کچھ جانتا ہی نہ تھا-

یوم بعثت ۲۷، رجب المرجب ہے اسی دن حضرت جبرئیلؑ نے غار حراء پہونچ کر مذکورہ بالا آیات آپ تک پہونچائیں۔
زمین پر کسی بھی فرد نے پیغمبر اسلام کو لکھنا پڑھنا نہیں سکھایا، اللہ نے آپ کو تما علوم خود تعلیم کئے تھے۔

آپؐ نے اپنی پیغمبری کی اطلاع سب سے پہلے اپنی زوجہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیھا کو دی۔ حضرت خدیجہ فوری آپؐ پر ایمان لے آئیں، اور کلمہ پڑھا،

لَاالِٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

بعثت کے بعد ابتدائی تین سال تک آپؐ محدود حلقے میں دین اسلام کی تبلیغ فرماتے رہے۔ اس کے بعد اللہ نے آپؐ کو اپنے رشتے داروں میں دین اسلام کی تبلیغ کا حکم دیا۔

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ

ترجمہ: اور (اے رسول) تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو (عذاب خدا سے) ڈراؤ
(سورۃ الشعراء ۲۶:۲۱۴)

حضرت محمدؐ نے ایک دعوت کا اہتمام کیا اور اپنے قریبی ۴۰ رشتے داروں کو مدعو کیا، یہ دعوت ذوالعشیرہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپؐ نے رشتہ داروں کو توحید کی دعوت دی اور کہا کہ "میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور تمہیں وحدہ لاشریک لہ پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں"۔ اس کے بعد آپؐ نے تین مرتبہ یہ سوال دہرایا، "تم میں سے کون میری مدد کرے گا، جو بھی میری مدد کرے گا وہ میرا بھائی میرا وصی اور میرے بعد میرا جانشین ہوگا۔

ہر مرتبہ صرف حضرت علیؑ ہی حضرت محمدؐ کی نصرت کے لئے کھڑے ہوئے، دس سالہ حضرت علیؑ نے کہا، "یا رسول اللہؐ میں آپ کی نصرت کے لئے تیار ہوں۔"

جب تیسری مرتبہ بھی صرف حضرت علیؑ ہی نے نصرت کی آمادگی کا اظہار کیا تب رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ بلند کیا اور حاضرین سے فرمایا، "علی میرے وصی اور جانشین ہیں اور یہ کہ آپؐ کے بعد تمام مسلمانوں کو حضرت علیؑ ہی کا حکم ماننا ہوگا-
حاضرین یہ سن کر حضرت ابوطالب کو چھیڑنے لگے کہ، "اے ابوطالب اب تمہیں اپنے بیٹے کے حکم کی تعمیل کرنی ہوگی-"

دعوت ذوالعشیرہ کے بعد حضرت محمدؐ نے قریش میں کھلے عام تبلیغ شروع کردی- قریش بہت زیادہ بگڑے اور آپ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو طرح طرح کی اذیتیں دینے اور تنگ کرنے لگے- آپ کو کعبۃ اللہ میں عبادت سے منع کیا گیا، راستے میں کانٹے بچھائے گئے، آپؐ پر گندگی غلاظت اور کوڑا کرکٹ پھینکا جانے لگا اور آپ کو جادوگر، مجنون اور شاعر وغیرہ کہا جانے لگا آپؐ کے جانثار اور ایماندار اصحاب کو بھی اذیت دی جاتی، بعض اصحاب کو گرم ریتی پر لٹایا جاتا اور سینے پر وزنی پتھر رکھ دیا جاتا- ان کی گردنوں میں رسی ڈال کر انہیں مکہ کے گلی کوچوں میں گھسیٹا جاتا اسلام میں سب سے پہلے شہادت کے مرتبے پر حضرت سمیہ فائز ہوئیں جو حضرت محمدؐ کے صحابی حضرت عمار یاسر کی والدہ تھیں- اس وقت تک تقریباً ایک سو افراد شرف بہ اسلام ہو چکے تھے-
کفار مکہ کے مظالم نا قابل برداشت ہو گئے تھے- اس موقع پر رسول اللہ صلعم نے اپنے اصحاب کو حضرت جعفر طیار کی قیادت میں سرزمین حبش ابی سینیا (ایتھوپیہ) بھیج دیا، تاریخ اسلام کی یہ پہلی ہجرت تھی جس میں پندرہ افراد شامل تھے-

جب قریش کو معلوم ہوا کہ اہل ایمان ابی سینیا میں پر امن زندگی بسر کر رہے ہیں تو انہوں نے ابی سینیا کے بادشاہ نجاشی اور اس کے وزراء کو قیمتی تحائف اپنے ایک ایلچی عمرو بن العاص کے ہاتھ بھیجے اور شاہ نجاشی سے مسلمانوں کو واپس مکہ بھیجنے کی درخواست کی اور کہا کہ مسلمانوں نے ایک نیا دین اختراع کیا ہے وزراء نے قریش کی پرزور تائید کی- شاہ نجاشی نے پوچھا کہ کیا مسلمانوں نے مکہ میں کسی کو قتل کیا؟ کوئی چوری کی ہے؟ یا ان سے کوئی اور جرم سرزد ہوا ہے؟ عمرو بن العاص نے جواب دیا کہ نہیں، مسلمانوں کی خطا صرف یہ ہے کہ انہوں نے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے- تب شاہ نجاشی نے حضرت جعفر ابن ابوطالب کو طلب کیا اور پوچھا کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کے مذہب کو کیوں ترک کیا؟ اور نئے دین کو کیوں اختیار کیا؟

حضرت جعفر طیار کے جواب سے شاہ نجاشی بے حد متاثر ہوا اور اس نے قرآن کی چند آیات سنانے کی فرمائش کی حضرت

جعفر طیار نے سورۃ مریم کی آیات تلاوت فرمائیں۔ شاہ نجاشی اور اس کے وزراء یہ آیات سن کر اور بھی زیادہ متاثر ہوئے۔

اس ناکامی کے بعد قریش نے بنی ہاشم کا بائیکاٹ کر دیا اور ان پر کھانا پانی بند کر دیا۔ حضرت ابوطالب حضرت محمدؐ اور بنو ہاشم کے تمام افراد کے ساتھ قریبی پہاڑ پر جا کر رہنے لگے۔ بعثت کے سات سال بعد یہ واقعہ پیش آیا۔ اور رسول خداؐ اور بنی ہاشم کے تمام افراد تین سال تک اس پہاڑ پر مقیم رہے۔ جس کو شعب ابی طالب کہا جاتا ہے۔

تین سال بعد ایک دن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوطالب سے فرمایا کہ قریش نے جس کاغذ پر یہ معاہدہ لکھا تھا اس کو دیمک چاٹ چکی ہے اس معاہدے کا صرف ایک حصہ جس پر ''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے'' لکھا ہے باقی رہ گیا ہے۔ حضرت ابوطالب نے مکہ جا کر قریش کو یہ سنایا تو قریش نے اس بات کو سچ پایا اور بنو ہاشم مکہ لوٹ آئے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت ابوطالب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ دونوں کا انتقال ہو گیا۔ رسول خداؐ کو اتنا صدمہ ہوا کہ آپؐ نے اس سال کو ''عام الحزن'' (غم کا سال) قرار دیا۔

سوالات:

(۱) مکہ کے لوگ رسول اللہ صلعم کے دشمن کیوں بن گئے؟

(۲) حضرت جبرئیل نے حضرت محمد مصطفیٰؐ کو پیغمبر ہونے کی اطلاع کہاں دی؟ اس وقت آپؐ کی عمر کیا تھی؟

(۳) رسول اللہ صلعم نے پیغمبری کی اطلاع سب سے پہلے کس کو دی؟

(۴) آپؐ نے اپنے رشتہ داروں کو کیوں دعوت دی؟ آپؐ نے کیا کہا؟ کس نے آپؐ کی مدد کا اعلان کیا؟

(۵) دین اسلام کا سب سے پہلا شہید کون ہے؟ وہ کیسے شہید ہوا؟

(۶) تاریخ اسلام کی پہلی ہجرت کیسے ہوئی؟ کتنے مسلمانوں نے ہجرت کی اور کہاں گئے؟

(۷) مکہ والوں نے شاہ نجاشی سے کیا درخواست کی؟ کیا شاہ نجاشی نے درخواست مان لی؟ حضرت جعفر طیار سے شاہ نجاشی نے کیا پوچھا؟

(۸) شاہ نجاشی کے انکار کے بعد مکہ کے لوگوں نے کیا کیا؟ مسلمان مکہ چھوڑ کر کہاں رہنے لگے؟

(۹) تین سال بعد رسول اللہ صلعم نے حضرت ابوطالب سے کیا کہا؟

معجزہ شق القمر

ایک مرتبہ مکہ کے لوگ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگر آپؐ اللہ کے پیغمبر ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھایئے، مکہ کے لوگوں نے سمجھا تھا کہ حضرت محمدؐ ایسا نہیں کرسکیں گے، تب وہ آپ کو جھوٹا قرار دے کر قتل کرسکیں گے، حضرت محمدؐ نے چاند کی جانب اشارہ کیا اور چاند دو ٹکڑے ہوگیا- اس معجزہ کو "شق القمر" کہتے ہیں- لیکن مکہ کے لوگوں نے اللہ اور آپؐ پر ایمان لانے کی بجائے آپ کو جادوگر قرار دیا- اس موقع پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُO وَاِنْ يَّرَوْا آيَةً يُعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّO

ترجمہ: قیامت قریب آگئی اور چاند دو ٹکڑے ہوگیا اور اگر یہ کفار کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ تو بڑا زبردست جادو ہے- (سورہ قمر- آیت: ۱/ اور ۲)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپؐ نے چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان کوہ حرا دیکھا تھا-

مکہ کہ لوگوں نے تب آپؐ سے چاند کے دونوں ٹکڑوں کو جوڑ دینے کی فرمائش کی- آپؐ کے اشارے پر چاند کے دونوں ٹکڑے ایک ہوگئے- مکہ کے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے یہ معجزہ دیکھا، اس موقع پر وہاں موجود یہودیوں نے اسلام قبول کرلیا- لیکن کفار مکہ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا- ابوجہل اور دوسرے سرداروں نے اس معجزہ کو جادو قرار دیا اور وہاں سے چلے گئے- چاند میں آج تک بھی یہ جوڑ باقی ہے-

سوالات:

(۱) رسول اللہ صلعم کے اشارے پر جب چاند کے دونوں ٹکڑے ایک ہوگئے تو کس نے اسلام قبول کیا؟

(۲) حضرت ابن عباس نے چاند کے دو ٹکڑوں کے بیچ کیا دیکھا؟

(۳) رسول اللہ صلعم کے اشارے پر جب چاند کے دونوں ٹکڑے ایک ہوگئے تو کس نے اسلام قبول کیا؟

معراج

ایک شب حضرت جبرئیلؑ اللہ کا خصوصی پیغام لے کر پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہونچے اور کہا کہ:

''آپؐ کو میرے ساتھ چلنا ہے''۔

رسول اللہؐ ''براق'' پر سوار ہوئے۔

''براق'' اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا ایک خصوصی گھوڑا تھا جس کی رفتار بجلی (روشنی) کی رفتار سے بھی زیادہ تھی۔

''برق'' عربی لفظ ہے جس کے معنی بجلی کے ہیں۔

جبرئیلؑ رسول اللہ صلعم کو کعبۃ اللہ سے مدینہ اور مدینہ سے کوہ طور لے گئے، جہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس شب اللہ کے مہمان رہے تھے۔

کوہ طور سے آپؐ بیت اللحم گئے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔

بیت اللحم سے آپؐ بیت المقدس گئے جہاں مسجد اقصیٰ میں آپؐ نے تمام پیغمبروں کو نماز پڑھائی۔

بیت المقدس سے آپؐ آسمانوں پر گئے جہاں آپ کی ملاقات تمام پیغمبروں سے ہوئی۔

اور آپؐ نے جنت اور جہنم دیکھے۔

آپؐ آسمانوں کی مسجد بھی تشریف لے گئے۔

اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے:

''آپؐ کے اس سفر کی وجہ یہ تھی کہ اللہ آپؐ کو اپنی نشانیاں دکھانا چاہتا تھا۔''

سوالات:

(۱) حضرت جبرئیلؑ رسول اللہ صلعم کے لئے کونسی سواری لائے اور رسول اللہ صلعم کو کہاں کہاں لے گئے؟

(۲) رسول اللہ صلعم کے اس سفر کے متعلق اللہ نے قرآن میں کیا فرمایا ہے؟

ہجرت

جب مکہ کے لوگوں نے دیکھا کہ ان کی مخالفت کے باوجود یثرب میں اسلام عروج پا رہا ہے تو وہ بے حد مشتعل ہوئے۔ کفار مکہ نے رسول اللہ صلعم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس مقصد کے لئے ہر قبیلے سے ایک ایک سردار کو منتخب کیا تا کہ رسول اللہ صلعم کے قتل کا الزام کسی ایک قبیلے پر نہ آئے۔

اللہ نے اپنے حبیبؐ کو کفار مکہ کے اس منصوبے سے آگاہ کر دیا اور مکہ سے مدینہ ہجرت کا حکم دیا۔ رسول اللہ صلعم نے اپنے بستر پر حضرت علیؓ کو آرام فرمانے کا حکم دیا تا کہ کفار مکہ سمجھیں کہ آپؐ محو خواب ہیں اور جب کفار مکہ آپؐ کے گھر کو نرغے میں لئے رات کو پہرہ دے رہے تھے، آپ گھر سے نکلے اور پہرہ دینے والوں پر ایک مٹھی خاک اڑائی جس کے باعث وہ آپؐ کو نہیں دیکھ سکے۔

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○

ترجمہ: اور ہم نے ان کے آگے اور پیچھے پردہ ڈال دیا اور پھر ہم نے ان پر غفلت طاری کر دی تا کہ وہ دیکھ نہ سکیں

(سورۂ یسین ۳۶:۹)

رسول اللہ صلعم نے مدینہ کی راہ لی آپؐ کے ہمراہ حضرت ابوبکر تھے۔ مکہ سے کچھ فاصلے پر آپؐ نے غار ثور میں رات گزارنے کا فیصلہ کیا۔

صبح کفار مکہ رسول اللہ صلعم کے گھر میں گھس پڑے لیکن وہاں آپؐ کے بستر پر حضرت علیؓ کو محو خواب پایا تو آپ کی تلاش میں نکل پڑے اور غار ثور تک پہونچے۔ لیکن وہ غار میں داخل نہیں ہوئے کیونکہ ان کے وہاں پہونچنے تک مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تان دیا تھا اور کبوتر کی جوڑی نے گھونسلہ بنایا اور کبوتری نے انڈے دے دیئے تھے۔ رسول اللہ صلعم، یکم ربیع الاول کی شب مکہ سے روانہ ہوئے اور ۳ ربیع الاول تک غار ثور میں مقیم رہے چوتھی ربیع الاول کو آپؐ غار ثور سے باہر تشریف لائے اور مدینہ

کے سفر پر چل پڑے- اور ۸ یا ۱۲ ربیع الاول کو قبا پہونچے جو مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر ہے-

قبا میں رسول اللہ صلعم نے مسجد قبا کا سنگ بنیاد رکھا جس کا ذکر قرآن مجید میں پہلی مسجد کے طور پر کیا گیا ہے

رسول اللہ صلعم، ۱۶، ربیع الاول (۲، جولائی ۶۲۲ء) کو مدینہ میں داخل ہوئے یہی وہ تاریخ ہے کہ جس تاریخ سے اسلامی کیلنڈر کا آغاز ہوتا ہے-

اس وقت تک مدینہ کا عام نام یثرب تھا- لیکن آپؐ کے وہاں پہونچنے کے بعد یثرب کا نام مدینۃ النبی پڑ گیا مدینہ عربی لفظ ہے جس کے معنی شہر کے ہیں، مدینۃ النبی کے معنی نبی کا شہر کے ہیں- آج کل یہ شہر مدینۃ المنورہ کہلاتا ہے-

مدینہ میں ایک مسجد تعمیر کی گئی جو مسجد نبوی کہلاتی ہے- رسول اللہ صلعم نے وہاں اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی- کفار مکہ اور دوسرے کفار نے مدینہ پر کئی حملے کئے- بالآخر رسول اللہ صلعم نے مکہ فتح کیا اس جنگ میں خون کا ایک قطرہ بھی نہیں بہا- رسول اللہ صلعم نے مکہ میں داخل ہونے کے بعد کفار مکہ کو اختیار دیا کہ وہ چاہیں تو اسلام قبول کرلیں یا اپنے قدیم دین پر قائم رہیں اسلام قبول کرنے کے لئے ظلم زبردستی نہیں کی گئی-

سوالات:

(۱) اسلام کے عروج پر غصے میں آکر مکہ کے لوگوں نے کیا فیصلہ کیا؟

(۲) اللہ کے حکم پر رسول اللہ صلعم نے کیا کیا؟

(۳) صبح جب کفار مکہ رسول اللہ صلعم کے گھر میں گھس پڑے تو کیا دیکھا؟

(۴) رسولؐ اللہ مکہ سے کب روانہ ہوئے؟ غار ثور میں کتنے دن رہے اور مدینہ کتنے دن بعد پہونچے؟

(۵) پہلی مسجد کا نام کیا ہے؟ ہجری سال کب شروع ہوتا ہے؟ مدینۃ المنورہ میں کونسی مسجد تعمیر کی گئی؟

حجتہ الوداع

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کعبۃ اللہ تعمیر کیا تھا- اسی وقت سے کعبہ عبادت گاہ بن گیا- لیکن آہستہ آہستہ عبادت کا طریقہ بدلتا گیا- لوگ کعبہ کے اندر بت رکھنے لگے اس کے اطراف ننگے ناچنے لگے اور کئی دوسری قبیح رسومات رواج پانے لگیں-

فتح مکہ کے بعد کعبہ کے اندر موجود تمام بت توڑ دیئے گئے- لیکن اس وقت کے لوگ فریضہ حج کی ادائیگی کے طریقے سے واقف نہیں تھے-

لہٰذا ۱۰ھ/ میں رسول اللہ صلعم نے حج کیا تا کہ لوگ دیکھ لیں سیکھ لیں اور سمجھ لیں کہ حج کس طرح ادا کیا جاتا ہے-

آپؐ نے لوگوں کو منیٰ اور عرفات کے حدود بتائے اور یہ کہ صفا اور مروہ کے درمیان کس طرح اور کتنی مرتبہ دوڑ لگانی ہے-

ذی قعدہ ۱۰ھ میں آپؐ نے اعلان کیا کہ آپؐ اس مرتبہ حج ادا کریں گے- ہزاروں مسلمان آپؐ کے ہمراہ حج ادا کرنے مدینہ کے باہر جمع ہوئے-

رسول اللہ صلعم نے مدینہ میں ابو دجانہ کو حاکم مقرر کیا اور سفر حج پر روانہ ہوئے- آپؐ اپنے ہمراہ قربانی کے لئے 60 جانور لے گئے-

ذوالحلیفہ (مسجد شجرہ) میں آپؐ نے احرام باندھا-

حج سے واپسی کے وقت میدان غدیر میں آپؐ نے تمام مسلمانوں کو جمع کیا اور وہ تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں آپؐ نے دین اسلام کے ایک ایک اصول کو واضح طور پر بیان فرمایا تا کہ مسلمانوں کے دل و دماغ میں شک وشبہ باقی نہ رہے- اس خطبے کے بعد رسول اللہ صلعم نے نماز ظہر ادا کی جس میں سوا لاکھ مسلمانوں نے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی-

رسول اللہ صلعم کے اس حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے جس کے معنی آخری حج کے ہیں، یہ حج آپؐ کا آخری حج تھا-

سوالات:

(۱) رسول اللہ صلعم نے ۱۰ھ میں حج کیوں کیا؟ کتنے لوگ اس میں شامل ہوئے؟

(۲) عرفات میں رسول اللہ صلعم نے کیا کیا؟ کتنے مسلمانوں نے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی؟

(۳) اس حج کو حجۃ الوداع کیوں کہتے ہیں؟

رسول اللہ صلعم کی وفات

حجۃ الوداع سے واپسی کے ایک ماہ بعد رسول اللہ صلعم بیمار ہو گئے- جب آپ کی صحت بگڑتی ہی گئی تو آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بے حد دکھ ہوا- رسول اللہ صلعم نے بیٹی سے کہا کہ وہ غم زدہ نہ ہوں اور بیٹی کے کان میں کچھ کہا جو سن کر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا مسکرا پڑیں بعد میں جب آپؑ سے پوچھا گیا کہ آپؑ کے والد پیغمبر اسلام نے آپؑ سے کیا کہا تھا جو آپؑ مسکرا پڑیں، آپؑ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے کہا کہ تم مجھ سے بہت جلد ملنے والی ہو-

اپنی زندگی کی آخری گھڑیوں میں رسول اللہ صلعم نے اپنے بھائی حضرت علی علیہ السلام کو طلب کیا اور ان کے زانو پر سر رکھا اور دیر تک گفتگو کرتے رہے-

اس وقت کسی نے رسول اللہ صلعم کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور سلام کیا، حضرت فاطمہؑ نے کہا کہ میرے بابا رسول اللہ صلعم بیمار ہیں اور کسی سے بھی ملاقات نہیں کر سکتے- لیکن آنے والا برابر اجازت مانگتا رہا- حضرت فاطمہؑ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے- تب رسول اللہ صلعم نے کہا کہ بیٹی فاطمہؑ انہیں اندر آنے دو یہ ملک الموت ہیں- صرف تمہارے گھر کی عظمت کی خاطر ملک الموت اندر نہیں آرہے ہیں، وہ تمہاری اجازت کے بغیر اندر نہیں آئیں گے- کسی بھی دوسرے شخص کی روح قبض کرنے کے لئے وہ اس طرح انتظار نہیں کرتے-

فوراً بعد رسول اللہ صلعم کے ماتھے پر موت کا پسینہ آ گیا، آپؐ کے آخری الفاظ الصلوٰۃ الصلوٰۃ (نماز) تھے-

آپؐ کے وصال کی تاریخ ۲۸ صفر، بروز پیر ۱۱ ہجری ہے- آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی-

حضرت علی علیہ السلام نے غسل دیا، کفن پہنایا اور مدینہ میں مسجد نبوی کے پہلو میں آپؐ کے گھر میں آپؐ کی تدفین عمل میں آئی

سوالات :

۱) رسول اللہ صلعم کب بیمار ہوئے؟

۲) بستر علالت پر آپؐ نے حضرت فاطمہؑ سے کیا کہا، جو حضرت فاطمہ مسکرا پڑیں؟

۳) آپ کی تدفین کہاں عمل میں آئی؟

امام! مسلمانوں کا ہادی ورہبر

امام ہادی ورہبر اور پیغمبر کا جانشین ہوتا ہے اور پیغمبر کے بعد پیغمبر کے تمام فرائض انجام دیتا ہے۔

اسلامی سماج کی ہدایت ونگرانی امام کی ذمہ داری ہے۔امام دین کے تمام احکامات اور اصولوں سے واقف ہوتا ہے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیتا ہے۔پیغمبر کی مانند امام مکمل ہادی ورہبر اور معصوم ہوتا ہے۔

رہبری کے لئے جو بھی امور ضروری ہوتے ہیں امام ان تمام امور سے باخبر ہوتا ہے۔امام کو حرام اور حلال کی خبر ہوتی ہے وہ اعلیٰ اخلاق اور گرے ہوئے اخلاق سے بھی آگاہ ہوتا ہے۔وہ یوم حساب، جنت اور جہنم سے آگاہ ہوتا ہے۔وہ اللہ کی عبادت اور نجات حاصل کرنے کے صحیح طریقے سے آگاہ ہوتا ہے۔

امام کا علم دوسرے تمام لوگوں کے علم سے کہیں زیادہ ہوتا ہے وہ رہنمائی ورہبری کی بہترین صلاحیت رکھتا ہے اور ان امور میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہوتا۔

اللہ نے ائمہ کو تمام علوم کا عالم بنایا اور اللہ کے حکم پر پیغمبر نے امام کو رہبر وہادی بنایا ہے۔

امام دین اسلام کا محافظ اور اسلامی سماج کا ہادی ورہبر ہوتا ہے۔

بارہ ائمہ کے نام :

(۱)	پہلے امام	حضرت علی علیہ السلام
(۲)	دوسرے امام	حضرت حسن علیہ السلام
(۳)	تیسرے امام	حضرت حسین علیہ السلام
(۴)	چھوتھے امام	حضرت زین العابدین علیہ السلام
(۵)	پانچویں امام	حضرت محمد باقرعلیہ السلام
(۶)	چھٹے امام	حضرت جعفر صادق علیہ السلام
(۷)	ساتویں امام	حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام
(۸)	آٹھویں امام	حضرت علی رضاعلیہ السلام
(۹)	نویں امام	حضرت محمد تقی علیہ السلام
(۱۰)	دسویں امام	حضرت علی نقی علیہ السلام
(۱۱)	گیارھویں امام	حضرت حسن عسکری علیہ السلام
(۱۲)	بارھویں امام	حضرت مهدی (آخرالزماں علیہ السلام)

سوالات:

(۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام کون ہے؟

(۲ امام کا انتخاب کون کرتا ہے؟اور امام کو کیا ذمہ داریاں سونپتا ہے؟

حضرت فاطمہؑ کی سخاوت

ایک ضعیف انسان پھٹے پرانے کپڑے پہنے مسجد پہونچا اور رسول اللہ صلعم کے سامنے حاضر ہوا اس نے تین مختصر سوالات میں اپنے احوال سنائے۔

یارسول اللہ صلعم میں بھوکا ہوں؟ مجھے کھانا دیجئے۔

میرے پاس لباس نہیں ہے، مجھے لباس دیجئے۔

میرے پاس آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں، میری مدد فرمایئے۔

رسول اللہ صلعم نے کہا کہ اس وقت تو میرے پاس کچھ بھی نہیں تم میری بیٹی فاطمہؑ کے گھر جاؤ، وہ تمہاری مدد کریں گی۔

حضرت فاطمہؑ کا گھر قریب ہی تھا، رسول اللہ کے ایک صحابی نے اس شخص کو حضرت فاطمہؑ کے گھر تک پہونچایا، اس شخص نے (دروازہ کھٹکھٹایا) دق الباب کیا۔

کون ہے؟ حضرت فاطمہؑ نے پوچھا:

میں ایک بھوکا انسان ہوں میرے پاس کپڑا بھی نہیں اور آمدنی کا بھی کوئی ذریعہ نہیں مجھ پر رحم فرمایئے اللہ آپ کو اجر دے گا، اس شخص نے کہا۔

حضرت فاطمہؑ نے اپنے گلے سے نیکلس (ہار) اتارا اور اس شخص کو دیتے ہوئے کہا "اس نکلیس (ہار) کو بیچ کر اپنی ضروریات پوری کر لے، مجھے امید ہے کہ مستقبل میں تمہیں کبھی کسی چیز کی حاجت نہیں ہوگی۔

غریب شخص خوشی خوشی مسجد واپس ہوا، رسول اللہ صلعم ابھی مسجد ہی میں تشریف فرما تھے۔ اس شخص نے رسول اللہ صلعم کو نیکلس (ہار) دکھایا اور کہا "یارسول اللہ صلعم! آپ کی بیٹی فاطمہؑ نے مجھے یہ نیکلس (ہار) فروخت کرنے کے لئے دیا ہے۔ رسول اللہؐ

کے ایک صحابی حضرت عمار بن یاسر اس وقت وہاں موجود تھے انہوں نے اس شخص سے پوچھا کہ تمہیں اس نیکلس (ہار) کے کیا دام چاہئیں-

بوڑھے شخص نے کہا وہ غذا اور لباس خریدنے اور گھر لوٹنے کے لئے درکار رقم کے عوض نیکلس (ہار) فروخت کرنے کو تیار ہے-

حضرت عمار بن یاسر نے کہا میں تمہیں اس نیکلس کے لئے روٹی اور گوشت اور یمنی لباس اور ایک اونٹ کے علاوہ آٹھ طلائی دینار اور دوسو نقرئی (چاندی کے) درہم دوں گا-

حضرت عمار اس شخص کو اپنے گھر لے گئے اور وعدے کے مطابق اس کو رقم ادا کی- بوڑھا خوشی خوشی اپنی راہ چل پڑا-

حضرت عمار نے نکلیس (ہار) پر عطر چھڑ کا اس کو رومال میں رکھا اور اپنے غلام کو دے کر اس سے کہا "رسول اللہؐ کے پاس جا، میں نے تجھے اس نیکلس کے ساتھ رسول اللہ صلعم کو دیا-

رسول اللہؐ کے پاس پہونچ کر غلام نے حضرت عمار کا پیغام سنایا-

رسول اللہؐ نے نیکلس دیکھنے کے بعد کہا میں نے تجھے اور اس نیکلس کو اپنی بیٹی کو دیا-

حضرت فاطمہؑ کے گھر پہونچ کر غلام نے رسول اللہ صلعم کا پیغام سنایا اور نیکلس (ہار) حضرت فاطمہؑ کے حوالے کیا-

حضرت فاطمہؑ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہا میں نے تجھے اللہ کی راہ میں آزاد کیا- اب تو غلام نہیں رہا، غلام بے حد خوش ہوا اور کہنے لگا یہ نیکلس کتنا بابرکت ہے، کہ اس سے:

"بھوکے کا پیٹ بھرا
ننگے کا تن ڈھکا
بے روزگار کو روزگار ملا
پیدل اونٹ پر سوار ہوا
اور غلام آزاد ہوا"

بالآخر نیکلس اپنے مالک کے پاس واپس ہوا۔

رسول اللہؐ اور آپؐ کے صحابی انسانوں کی خرید وفروخت روکنے کی کوشش کرتے اور آپؐ اور آپؐ کے اصحاب غلاموں کو خرید کر آزاد کیا کرتے۔ اسلام میں غلاموں کو آزادی دینا اولین عبادت اور رسول کی سنت ہے۔

سوالات:

(۱) بوڑھے شخص نے رسول اللہؐ سے کیا سوالات کئے؟

(۲) رسول اللہؐ نے بوڑھے سے کیا کہا؟

(۳) حضرت فاطمہ نے بوڑھے کو کیا دیا؟ اور کیا کہا؟

(۴) بوڑھا نیکلس (ہار) لے کر کہاں گیا؟ اور کیا کہا؟

(۵) حضرت عمار کون تھے؟ آپ نے بوڑھے شخص سے کیا کہا؟

(۶) حضرت عمار نے بوڑھے سے نیکلس (ہار) خریدنے کے لئے کیا دام دیئے؟

(۷) حضرت فاطمہؑ نے بوڑھے کو نیکلس (ہار) دیتے ہوئے کیا کہا؟

محنت اور خدا ترسی

پہلے امام حضرت اما علی علیہ السلام نہایت جفا کش محنتی اور خدا ترس تھے-آپؑ اپنی محنت سے باغ لگاتے اور پھر ان باغات کو اللہ کی راہ میں دے دیا کرتے-

ایک مرتبہ آپؑ نے مدینہ کے باہر بنجر زمین کا ایک چھوٹا سا خطہ خرید فرمایا اور وہاں باغ لگانا چاہا-باغ لگانے کے لئے آپؑ نے وہاں کنواں کھودنے کا فیصلہ کیا-اللہ کا نام لے کر آپؑ نے کنوئیں کی کھدائی شروع کی-

کئی دن ہو گئے لیکن کنواں سوکھا ہی رہا، پانی نہیں نکلا-

ایک دن حضرت علیؑ پھاوڑا لے کر کنوئیں میں اترے اور اپنی پوری طاقت وتوانائی کے ساتھ کھدائی میں مصروف ہو گئے-کافی دیر تک بھی پانی نہیں نکلا-تب آپؑ ستانے کے لئے کنویں سے باہر نکلے، کچھ دیر آرام فرمانے کے بعد آپؑ پھر کنویں میں اترے اور پھاوڑا چلانے لگے-آپؑ کچھ اتنی طاقت سے پھاوڑا چلا رہے تھے کہ سانس لینے کی آواز دور دور تک گونجنے لگی اچانک پانی زمین کا سینہ چیر کر ابل پڑا-آپؑ کنوئیں سے باہر نکل آئے-آپؑ نے اپنی محنت، جانفشانی اور اللہ کی تائید سے بنجر زمین میں ایک بہترین کنواں بنا دیا تھا-اس کنویں کے اطراف پھولوں اور پھلوں کا خوبصورت باغ لگایا جا سکتا تھا-بہت جلد لوگ کنویں کے گرد جمع ہو گئے اور حضرت علیؑ کی محنت و جانفشانی پر تبصرہ کرنے لگے-

"علیؑ یقیناً نہایت جفا کش اور محنتی انسان ہیں" ایک شخص نے کہا کیونکہ علیؑ محنتی اور خدا ترس انسان ہیں، اللہ بھی ان پر بے حد مہربان ہے اور اللہ نے انہیں اپنی نعمتوں سے نوازا ہے-ایک دوسرے شخص نے کہا-

اب علیؑ اور ان کے وارث ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دولتمند ہو گئے-بعض لوگوں نے تبصرہ کیا-

بعض لوگوں نے حضرت علیؑ کو مبارکباد دی اور بعض لوگ حسد سے جلنے بھننے لگے-اس موقع پر حضرت علیؑ نے کاغذ اور قلم

طلب فرمایااور یہ وصیت تحریر فرمائی۔

''میں اس کنویں اور اس کے اطراف کی زمین کو وقف کرتا ہوں' اس کی آمدنی ذیل کے مطابق خرچ کی جائے۔

(الف) غریب محتاج اور بے سہارا لوگوں کی مدد کے لئے۔

(ب) مسافروں کی مدد کے لئے۔

(ج) تیموں کی شادی کے لئے۔

(د) غریبوں کو طبی امداد مہیا کرنے کے لئے۔

(ہ) عوام کے لئے فائدہ بخش کام انجام دینے کے لئے۔

میں اس کنویں کو اللہ کی خوشنودی کے لئے اور آخرت میں اللہ سے انعام واکرام حاصل کرنے اور جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے وقف کرر ہاہوں۔

(دستخط علی ابن ابوطالب)

سوالات :

۱) حضرت علیؑ نے کنویں کی آمدنی کو کس طرح خرچ کرنے کا فیصلہ کیا؟

۲) عوام کی فلاح کے لئے کونسے کام اچھے ہیں؟

۳) ایسے کونسے کام ہیں جن سے آپ کے دوستوں کا بھلا ہوسکتا ہے؟

۴) حضرت علیؑ نے کنویں اور اس کے اطراف کی زمین کو وقف کیوں کیا؟

۵) جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے آپ کیا کیا کرتے ہیں؟

حضرت علیؑ اور بچے

پہلے امام حضرت امام علی علیہ السلام بچوں، علی الخصوص یتیم بچوں سے بے حد محبت کرتے اور نہایت مہربانی سے پیش آتے۔ اگر کبھی آپؑ کی نظر کسی روتے ہوئے یتیم بچے پر پڑتی اپنے کام چھوڑ کر بچے کے پاس جاتے، اس کو سلام کرتے، اس کے آنسو پونچھتے اور اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھتے ''بیٹا تم کیوں رو رہے ہوں، کیا تم کو کس نے مارا؟ آؤ میرے ساتھ میرے گھر چلو۔ حضرت علیؑ بچے کو گھر لے جاتے اور باپ کی مانند شفقت سے پیش آتے، اس کے سامنے روٹی، مٹھائی اور شہد رکھتے اور خود اپنے ہاتھ سے اس کو کھلاتے۔

حضرت علیؑ اپنے اصحاب سے یتیم بچوں سے محبت اور مہربانی سے پیش آنے کے لئے کہتے۔ علی الخصوص ان یتیم بچوں سے کہ جن کے باپ جنگ میں شہید ہوئے ہیں۔ آپؑ کہتے کہ! ان بچوں کے سر سے ان کے شفیق باپ کا سایہ اٹھ گیا ہے، لہذا باپ ہی کے مانند انہیں خوش رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

آپؑ فرماتے! ان کے باپ اسلام کی راہ میں میدان جنگ میں شہید ہوئے ہیں۔ ان بچوں کا آپ پر حق بنتا ہے۔ ان بچوں سے محبت اور شفقت سے پیش آؤ، تاکہ ان کے باپوں کی روح کو خوشی میسر ہو۔

حضرت علیؑ ہمیشہ یتیموں علی الخصوص شہداء کے یتیم بچوں کی دیکھ بھال کرتے۔ آپؑ یتیم بچوں کے پاس جاتے ان کے ساتھ بیٹھتے اور انہیں بہلانے کی کوشش کرتے۔ آپؑ یتیم بچوں کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری بھی اٹھاتے ان کی مشکلات دور کرتے اور ان کی رہنمائی وہدایت فرماتے۔ آپؑ یتیم بچوں کے اخراجات بھی پورے کرتے۔

حضرت علیؑ یتیموں سے نہایت مہربانی سے پیش آتے اور آپؑ نے اپنی تعلیمات میں یتیموں کی مشکل کشائی پر اتنا زور دیا ہے کہ آپؑ کے ایک صحابی نے کہا کہ ''کاش میں بھی ایک یتیم بچہ ہوتا اور حضرت علیؑ مجھ سے مہربانی اور شفقت کے ساتھ پیش آتے۔''

''بچو! خصوصیت سے یتیم بچوں سے محبت اور
شفقت سے پیش آنا چاہیے''

سوالات :

۱) حضرت علیؑ بچوں، خصوصیت سے یتیم بچوں کے متعلق اپنے اصحاب سے کیا کہتے ؟
۲) حضرت علیؑ کے ایک صحابی نے یتیموں سے حضرت علیؑ کے سلوک کے متعلق کیا کہا؟
۳) اگر حضرت علیؑ کی نظر کسی یتیم بچے پر پڑتی تو آپؑ کیا کرتے ؟

بے رحم دشمن

امام حسن علیہ السلام ایک شام جب گھر لوٹے تو آپؑ بے حد تھکے ہوئے تھے اور آرام کرنا چاہتے تھے کہ اتنے میں کسی شخص نے آپؑ کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

اجازت طلب کی اور امام حسنؑ کے سامنے حاضر ہوا۔ امام کو سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ امام نے اس کے سلام کا جواب دیا اور خیر و عافیت دریافت کی، لیکن وہ شخص خاموش بیٹھا رہا، وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن گھبرا رہا تھا۔

امام اس کی حالت کو دیکھ کر افسردہ ہوگئے۔ آپ جانتے تھے کہ وہ شخص پریشان حال ہے۔

آپؑ صبر کے ساتھ خاموش اس کے بولنے کا انتظار کرتے رہے۔ بالآخر اس شخص نے کہا۔

''یا بن رسول اللہ! میں اپنے ایک دشمن سے عاجز آ کر آپ سے پناہ مانگنے آیا ہوں۔ یہ دشمن نہایت ظالم، طاقتور اور بے رحم ہے۔ وہ نہ تو بوڑھوں پر رحم کرتا ہے اور نہ ہی جوانوں اور بچوں پر اس کو ترس آتا ہے۔ اس طاقتور بے رحم دشمن نے میری زندگی دوبھر کر دی ہے۔ میں بے یار و مددگار ہو گیا ہوں۔

یا بن رسول اللہ! مجھ پر رحم فرمایئے اور میری فرمایئے۔

امام حسن علیہ السلام اس کی بات سن رہے تھے، اور اس کے احوال سے اتنے متاثر ہوئے کہ کانپنے لگے۔

آپؑ نے اس سے دریافت کیا ''تمہارا دشمن کون ہے؟

وہ خواہ کوئی ہو، میں تمہاری مدد کروں گا۔ میں ایک مسلمان ہوں اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مظلوم اور بے بس مسلمان بھائی کی مدد کرے، مجھے بتاؤ کہ تمہارا دشمن کون ہے؟''

اس شخص نے کہا"میرا دشمن مفلسی ہے-" یہ ہے میرا دشمن جو نہ تو بوڑھوں کی عزت کرتا ہے اور نہ ہی جوانوں اور بچوں پر ترس کھاتا ہے-

یابن رسول اللہ! میں کاہل اور کام چور نہیں، کڑی محنت کرتا ہوں-لیکن میرے اخراجات پورے نہیں ہوتے-میں مشکلات میں پھنس گیا ہوں-میرے ہاتھ خالی ہیں اور مقروض ہوگیا ہوں-آپ اہل بیت میں سے ہیں، کیا آپ مجھے اس دشمن سے نجات دلائیں گے؟"

اس شخص کے حالات سن کر امام حسنؑ بے حد افسردہ ہوگئے-آپؑ نے اپنے غلام کو آواز دی اور کہا"گھر میں جتنی بھی نقدی ہو لے آؤ-"

غلام نے گھر میں اس وقت جتنی اشرفیاں تھیں ایک تھیلی میں بھریں اور امام کے سامنے کے پیش کردیں-

امام حسنؑ نے اشرفیوں سے بھری تھیلی اس شخص کو دیدی اور کہا:

"مجھے افسوس ہے کہ اس وقت گھر میں صرف اتنی ہی اشرفیاں تھیں" ان اشرفیوں سے اپنا قرض ادا کرو اور دوسرے تمام مسائل حل کرو اور یکسوئی اور آزادی سے محنت کرو-مجھے امید ہے کہ اگر تم محنت کروتو مشکلات سے آزاد ہوجاؤ گے-لیکن آپؑ نے کہا قسم ہے اگر اس دشمن نے تم پھر حملہ کیا تو تم میرے پاس آنا اور شکایت کرنا، تم جیسے محنتی لوگ اس لئے مفلس اور نادار ہوتے ہیں کہ تمہیں تمہاری محنت کا مناسب صلہ نہیں دیا جاتا-

سوالات:

۱) امام حسنؑ سے ملاقات کے لئے کون آیا تھا؟ وہ کس دشمن سے عاجز تھا؟

۲) اس شخص کا حال سن کر امام حسنؑ نے کیا کہا؟ آپؑ نے اس کو کیا دیا؟

۳) امام حسنؑ نے اس شخص اور اس جیسے دوسرے لوگوں کی مفلسی کی کیا وجہ بتائی؟

امام حسینؑ کی سخاوت

رسول اللہ صلعم کے ایک صحابی بے حد بیمار تھے۔ ایک دن حضرت امام حسینؑ اس صحابی کی عیادت کے لئے گئے صحابی رسولؐ کو بے حد دکھی پا کر امام حسینؑ کو بھی دکھ ہوا۔

امام حسینؑ نے پوچھا ''بھائی آپ کو کیا تکلیف ہے، جو آپ اتنا تڑپ رہے ہیں؟ مجھے بتایئے؟ تاکہ میں آپ کی مدد کرسکوں۔

بیمار صحابی نے کہا:

''میں بے حد مقروض ہوں اور قرض ادا کرنے کے لئے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں مقروض ہی نہ مرجاؤں'

امام حسینؑ نے کہا:

''برادر عزیز! آپ پریشان نہ ہوں، میں آپ کا پورا قرض ادا کر دوں گا۔''

بیمار صحابی نے کہا:

''میں مقروض مرنا نہیں چاہتا، مجھے ڈر ہے کہ آپؑ کے قرض ادا کرنے سے قبل ہی مجھے موت آ جائے گی۔

امام حسینؑ نے کہا:

''گھبرایئے مت، مجھے یقین ہے کہ میں آپ کا پورا قرض آپ کی موت سے قبل ادا کرسکتا ہوں۔

امام حسینؑ وہاں سے رخصت ہوئے، سیدھے گھر پہنچے گھر سے رقم لی اور علیل صحابی کا پورا قرض ادا فرمایا۔

قرض ادا کرنے کے بعد آپؑ علیل صحابی کے گھر پہنچے اور انہیں بتایا کہ قرض ادا کر دیا گیا ہے۔
علیل صحابی خوش ہو گئے، اللہ بھی امام حسینؑ کی اس رحم دلی اور سخاوت سے بے حد خوش ہوا۔
رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے:
''جو کسی مومن کو خوش کرے گا وہ مجھے خوش کرے گا اور جو مجھے خوش کرے گا وہ اللہ کو خوش کرے گا۔''

سوالات :

۱) آپ کا کوئی دوست اگر بیمار ہو تو کیا آپ اس کی عیادت کے لئے جاتے ہیں؟
۲) امام حسینؑ نے بیمار صحابی سے کیا پوچھا؟ صحابی نے کیا جواب دیا؟
۳) امام حسینؑ نے غم زدہ صحابی کو خوش کیسے کیا؟
۴) کیا آپ مقروض ہیں؟ کیا آپ کو اپنا قرض جتنی جلد ممکن ہو سکے ادا نہیں کرنا چاہیے؟
۵) کیا آپ نے آج کسی مسلمان کی مدد کی؟
۶) کسی مومن کو خوش کرنے والے کے متعلق رسول اللہ صلعم نے کیا فرمایا ہے؟

امام زین العابدینؑ اللہ کے حضور میں

کسی راوی سے روایت ہے کہ ''ایک رات میں مکہ معظّمہ میں کعبۃ اللہ کا طواف کررہا تھا کہ میری نظر ایک نوجوان پر پڑی جو غلاف کعبہ تھامے دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا- وہ اللہ سے کہہ رہا تھا' اے رب العالمین، دنیا کے تمام لوگ سو رہے ہیں، سورج غروب ہو چکا ہے اور آسمان پر تارے نکل آئے ہیں، لیکن اے رب العالمین تو ہمیشہ جاگتا رہتا ہے، یہ دنیا اور اس دنیا میں رہنے والے تیرے ہی اشارے پر چل رہے ہیں- اے خالق دو عالم، دنیا کے حکمران اپنے دروازے پر بند کر دیتے ہیں اور ان پر پہرے دار بٹھا دیتے ہیں لیکن تیرے گھر کے دروازے ہر کسی کے لئے ہر وقت کھلے ہیں- اور تو ہر وقت بے کسوں کی مدد کرتا، بیماروں کو شفا دیتا اور مظلوموں کی مدد کرتا ہے-

اے رحمٰن و رحیم یہ بے یار و مددگار بندہ اس اندھیری رات میں تیرے گھر آیا ہے-

کہ شاید تجھے اس ناچیز پر رحم آجائے

اے رات کے اندھیرے میں دکھی دلوں کی پکار سننے والے اللہ

اے مشکلوں میں مبتلا لوگوں کی مشکلیں دور کرنے والے اللہ

اے مظلوموں کی مدد کرنے والے اللہ

اے بیماروں کو شفا دینے والے اللہ

اے اللہ تیرے مہمان، تیرے گھر کے اطراف سوئے پڑے ہیں-

اے اللہ صرف تو ہی ایسا ہے جس کو نیند نہیں آتی -تو ہی خالق کائنات ہے اور پوری کائنات تیرے قبضۂ قدرت میں ہے- اے اللہ! میں تیرے گھر، اس اندھیری رات میں آیا ہوں اور تجھے آواز دے رہا ہوں-

کیونکہ تو نے ہی کہا ہے کہ ہم بندے تجھے پکاریں

اے اللہ! تجھے اس خانہ کعبہ کی قسم اپنے اس ناچیز بندے پر رحم فرما

اے اللہ! تیرے یہ بندے اگر تیرے گھر نہ آئیں اور تجھ سے امید نہ رکھیں تو پھر

کس کے گھر جائیں اور کس سے امید رکھیں۔

راوی نے کہا ہے کہ اس نوجوان کی اللہ سے یہ التجا سن کر میں بے حد خوش ہوا۔ میں اس نوجوان کے قریب گیا کہ دیکھوں تو وہ کون ہے؟ میں نے دیکھا کہ وہ نوجوان امام زین العابدین علیہ السلام ہیں۔ تب مجھے احساس ہوا کہ صرف امام زین العابدینؑ ہی اللہ سے ایسی گفتگو کر سکتے ہیں۔

سوالات :

۱) راوی نے ایک رات مکہ معظّمہ میں کیا دیکھا؟

۲) نوجوان اللہ سے کیا کہہ رہا تھا؟

۳) اللہ سے گفتگو کرنے والا نوجوان کون تھا؟

(ننھا مجاہد)

ماں اپنے ننھے سے کمزور بچے کو جھولا جھلا رہی تھی۔ بچے کو تین دن سے نہ دودھ ملا تھا نہ پانی۔ دکھی ماں دعا مانگ رہی تھی۔

"اے اللہ! رحم فرما میرے بچے کو لمبی عمر دے کہ وہ تیری خدمت کر سکے"

کربلا کے میدان جنگ میں تمام مرد ایک کے بعد ایک لڑنے گئے اور کوئی بھی زندہ واپس نہ ہوا۔ وقت عصر امام حسینؑ تنہا رہ گئے تھے میدان جنگ میں آپؑ نے صدا دی"

هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا -هَلْ مِنْ مُغِيثٍ يُغِيثُنَا

(ہے کوئی جو ہماری مدد کرے ہے کوئی جو ہماری نصرت کرے)

جھولے میں بے سدھ پڑے بچے نے خود کو جھولے سے گرا دیا۔ اس کی ماں اور دوسری عورتیں بے ساختہ رو پڑیں۔ ان کے رونے کا شور سن کر امام حسینؑ میدان جنگ سے خیمہ گاہ آئے اور جب خیمے میں داخل ہوئے تو آپ نے ام رباب (حضرت علی اصغرؑ کی والدہ) سے احوال پوچھا اور پھر آپ نے بچے کو گود میں لیا اپنے دامن سے اس کو ڈھانکا اور میدان جنگ کی جانب چل پڑے۔

لشکر یزید نے سمجھا کہ امام حسینؑ قرآن لا رہے ہیں۔ جب امام حسینؑ نے اپنی عبا کا دامن ہٹایا تو لشکر یزید کو امام کی گود میں ننھا بچہ دکھائی دیا۔ امام نے لشکر یزید کو خطاب کرتے ہوئے کہا "کیا علی اصغر نے تمہیں کوئی نقصان پہونچایا ہے؟ ننھا بچہ تین دن سے بھوکا پیاسا ہے۔ اسے دو بوند پانی دے دو۔ لیکن لشکر یزید خاموش رہا۔ امام نے علی اصغر کو گرم ریتی پر لٹایا اور خود دور جا کھڑے ہوئے اور کہا "اگر تم سمجھ رہے ہو کہ بچے کے بہانے میں خود پانی مانگ رہا ہوں تو لو میں دور ہٹ جاتا ہوں۔ اب تو بچے کو پانی پلا دو۔" لشکر یزید تب بھی خاموش رہا امام حسینؑ بچے کے قریب آ گئے اور علی اصغر کو گود میں اٹھا لیا اور لشکر یزید سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا تم میں کوئی صاحب اولاد نہیں ہے؟ پھر کمسن علی اصغر سے فرمایا میرے لال اصغر تم فرزند حجت خدا ہو اپنی حجت تمام

کر دو علی اصغر نے اپنی سوکھی زبان سوکھے ہونٹوں پر پھری کئی سپاہی رو پڑے۔لیکن پانی دینے کے لئے کوئی بھی نہیں بڑھا عمر سعد نے فوج میں پھیلی بے چینی بھانپ لی اور پوچھنے لگا این این حرملہ:حرملہ کہاں ہے؟حرملہ ایک ایسا تیر انداز تھا جس کا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا تھا۔وہ دوڑا دوڑا عمر سعد کے قریب پہنچا عمر سعد میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ حرملہ جیسے تیر انداز کو ایک بچے کو ہلاک کرنے کا حکم دیتا ہے اس نے کہا اقطع کلام الحسینؑ (حسینؑ کے کلام کو قطع کر دے)

حرملہ نے سہ شعبہ تیر نکالا چلے میں رکھا اور نشانہ باندھنے کی کوشش کرنے لگا لیکن اس کے ہاتھ کپکپانے لگے اور تیر چھوٹ کر گر پڑا۔یہ دیکھ کر عمر سعد نے کہا کہ "حرملہ تو آخر کیا چاہتا ہے"

حرملہ نے جواب دیا"میں جب تیر چلانا چاہتا ہوں کچھ نورانی ہستیاں سامنے آ جاتی ہیں۔بہر کیف حرملہ نے نشانہ باندھا اور تیر چلا دیا۔تیر ننھے علی اصغر کی گردن چھیدتا ہوا امام حسینؑ کے بازو میں پیوست ہو گیا،پھر امام خیمہ کی طرف چلے اور جاتے ہوئے آپ یہ کلمات پڑھنے لگے۔

"اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن" – رِضاً بِقَضَائِہٖ وَتَسْلِیْماً لِاَمْرِہٖ

ترجمہ: بے شک ہم اللہ کے لئے ہیں اور اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

میں اللہ کے حکم پر راضی اور اس کے امر کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہوں۔

امام خیمہ گاہ کی طرف بڑھتے اور پلٹ جاتے۔شاید آپ سوچ رہے تھے کہ چھ ماہ کے بچہ کی لاش ماں کے سامنے کیسے لے جائیں۔ مختصر یہ کہ ہمت کر کے امام مظلوم در خیمہ پر آئے رباب کو آواز دی۔رباب نے بچہ کا زخمی گلا دیکھا اور فرمایا اے میرے اصغر کیا تیرے سن کے بچے بھی ذبح کئے جاتے ہیں۔امام نے پشت خیمہ پر اپنے نیزے یا ذوالفقار سے زمین کھودی اور علی اصغرؑ کو دفن کر دیا۔

سوالات:

(۱) میدان جنگ میں جب امام حسینؑ تنہا رہ گئے تو آپ نے کیا کہا؟ خیمہ میں علی اصغر نے کیا کیا؟

(۲) امام جب علی اصغر کو لے کر میدان پہونچے تو لشکر یزید نے کیا سمجھا؟ جب امام نے بچے کے لئے پانی مانگا تو کیا ہوا؟ عمر سعد نے کیا حکم دیا؟

(۳) علی اصغر کی میت امامؑ نے کہاں دفن کی؟

صلہ

مسعود پہاڑوں کے سامنے کھڑا چلا رہا ہے ''اوہ..............اوہ......''

مسعود کی آواز پہاڑوں سے ٹکرا کر اس تک واپس ہوتی ہے، جب مسعود یہ آواز (بازگشت) سنتا ہے تو سمجھتا ہے کہ پہاڑ بھی ''اوہ..............اوہ'' کہہ رہے ہیں۔

ہمارے تمام اعمال کی بھی ''بازگشت'' ہوتی ہے۔ یعنی ایک دن وہ پلٹ کر ہمارے سامنے آتے ہیں اگر ہمارے اعمال اچھے ہوں تو ان کا صلہ بھی اچھا ہوگا اور ہم خوش ہوں گے اور اگر ہمارے اعمال اچھے نہ ہوں تو ہمیں ان کا صلہ بھی برا ملے گا۔ اس وقت ہم افسوس کریں گے اور پچھتائیں گے کہ کاش ہم نے اچھے کام کیے ہوتے آخرت میں ہمیں اپنے تمام اچھے اور برے، یعنی نیک اور بد اعمال (کاموں) کا بھرپور صلہ ملے گا۔

سوالات:

1) مسعود پہاڑوں کے سامنے کیا چلا رہا ہے؟ 2) اچھے اعمال کا صلہ کیا ہوگا؟ برے کاموں کا صلہ کیا ہوگا؟

3) ہمارے اعمال کا بھرپور صلہ کب اور کہاں ملے گا؟

احمد نے گائے خریدی

احمد بہت خوش تھا- اس کے پاس اتنی رقم جمع ہوگئی تھی کہ وہ اس رقم سے گائے خرید سکتا تھا- اب وہ ہر دن تازہ دودھ حاصل کرسکتا تھا-

احمد اس کے گاؤں کے قریبی بازار سے گائے خریدنے جارہا تھا- راستے میں اس کا دوست حسن مل گیا- احمد کو دیکھ کر حسن نے کہا:

السلام علیکم

وعلیکم السلام،احمد نے جواب دیا-

تم کہا جارہے ہو؟ حسن نے سوال کیا:

میں گائے خریدنے کے لئے بازار جارہا ہوں- احمد نے خوشی خوشی جواب دیا-

"تمہیں ہمیشہ ایسے موقع پرانشاءاللہ (اگر اللہ کی مرضی ہو) کہنا چاہئے، حسن نے احمد کو سمجھایا-

لیکن احمد نے نہیں سمجھا کہ اس موقع پراس کو انشاءاللہ کہنا چاہئے، کیونکہ گائے خریدنے کے لئے اس کے پاس پوری رقم تھی، اور وہ بازار جارہا تھا- یقناوہ گائے خرید سکتا تھا- وہ بازار چلا گیا-

ابھی بازار کچھ دور تھا کہ ایک چور نے اس کا راستہ روکا اور اس کی رقم چھین کر بھاگ گیا- احمد کو بہت دکھ ہوا، اس نے گھر کی راہ لی، راستے میں اس کی ملاقات پھر حسن سے ہوئی-

گائے کہاں ہے؟ حسن نے سوال کیا، انشاءاللہ بازار کے راستے میں انشاءاللہ ایک چور نے میرا راستہ روکا، انشاءاللہ وہ میری رقم لے کر فرار ہوگیا- حسن حیران ہوکر اس کو دیکھنے لگا اور اس کو سمجھایا کہ وہ انشاءاللہ غلط موقع پر کہہ رہا ہے- جب وہ گائے خریدنے جارہا تھا، اس وقت اس کو انشاءاللہ کہنا چاہیے تھا-

سوالات :

۱) احمد کیوں خوش تھا؟ وہ کہاں جارہا تھا؟

۲) حسن نے احمد کو کیا سمجھایا؟

۳) کیا احمد نے انشاءاللہ صحیح وقت پر کہا؟

ایک بڑا اُودا کُتّا!

انور اور سلمیٰ اپنے گھر کے اندر گیند کھیل رہے تھے کہ اچانک گیند ایک گلدان سے ٹکرائی اور گلدان ٹوٹ گیا۔ یہ گلدان ان کی والدہ کا پسندیدہ گلدان تھا۔

گلدان کے ٹوٹنے پر انور اور سلمیٰ دونوں پریشان ہو گئے۔ انور نے کہا،

''امی بے حد غصہ کریں گی! ابا نے ان کی سالگرہ پر انہیں یہ گلدان تحفے میں دیا تھا۔'' سلمیٰ نے کہا،

''امی نے ہمیں گھر کے اندر کھیلنے سے منع بھی تو کیا تھا۔''

اس وقت ان کی امی گھر میں داخل ہوئیں، کمرے میں آتے ہی ان کی نظر ٹوٹے ہوئے گلدان پر پڑی۔ وہ افسردہ سی کرسی پر بیٹھ گئیں۔ انور اور سلمیٰ دونوں ایک ساتھ بول پڑے،

امی! یہ ہم نے نہیں کیا بلکہ............انور نے کہا، ایک بڑا کتا گھر میں گھس آیا تھا،

سلمیٰ نے کہا! ہاں امی ایک بڑا اودا کتا!

دونوں نے پھر ایک ساتھ کہا، امی ایک بڑا اودا کتا گھر میں گھس آیا تھا کتے نے گلدان کو گرا دیا، اور گلدان ٹوٹ گیا۔

امی نے دونوں کو گہری نظر سے دیکھا۔ لیکن چپ رہیں، لیکن ان کی آنکھیں بہت کچھ کہہ رہی تھیں۔ قدرے توقف کے بعد انہوں نے کہا، '' مجھے اس بات کا افسوس نہیں کہ تم نے گلدان توڑ دیا۔ مجھے افسوس دو باتوں کا ہے''

تم دنوں نے میرا کہنا نہیں مانا۔ میں نے تمہیں گھر میں کھیلنے سے منع کیا تھا اور پھر تم نے مجھ سے جھوٹ کہا۔

انور اور سلمیٰ نے ماں سے معافی مانگی اور دوبارہ ایسی حرکت نہ کرنے کا وعدہ کیا، اور کہا کہ وہ ہمیشہ ان کا کہنا مانیں گے اور کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے۔ یہ کہہ کر دونوں گھر سے باہر کھیلنے کے لئے جانے لگے۔

ماں نے کہا، اب یہ ٹوٹا گلدان کون یہاں سے ہٹائے گا-؟

سوالات :

۱) گلدان ٹوٹنے پر انور اور سلمٰی کیوں پریشان ہوئے؟

۲) انہوں نے امی کو کیا بتایا؟

۳) امی کو افسوس کیوں ہوا؟ انہوں نے انور اور سلمٰی سے کیا کہا؟

کسی کا بھی مذاق مت اڑاؤ

اگر کوئی شخص آپ کا مذاق اڑائے تو آپ کیا محسوس کریں گے؟ کیا آپ کو خوشی ہوگی؟ جب آپ سبق پڑھ رہے ہوں اور آپ سے غلطی ہوگئی ہو اور آپ کے ساتھی آپ کو چھیڑنے اور چڑانے لگیں تو کیا آپ افسردہ ہو جائیں گے؟ کیا آپ اس طرح چھیڑنے والے کو بدتمیز سمجھتے ہیں؟ دوسرے لوگ بھی اگر ان کا مذاق اڑایا گیا تو آپ ہی کی طرح دکھی ہوں گے- اللہ بھی ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو دوسرے لوگوں کو چھیڑتے اور مذاق اڑاتے ہیں-

اللہ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کو تنبیہ کی ہے کہ وہ دوسروں کی ہتک نہ کریں مذاق نہ اڑائیں اور دوسروں کو کمتر و حقیر نہ سمجھیں-

''اے لوگو! جو اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو، خبردار ہو جاؤ، تم میں سے بعض لوگ دوسروں کا مذاق اڑاتے ہیں، کبھی کسی کا مذاق مت اڑاؤ، ہوسکتا ہے تم کسی ایسے شخص کا بھی مذاق اڑاؤ جو تم سے بہتر ہو- ایک دوسرے کی چغلی مت کرو، دوسروں کو مختلف ناموں سے مت چھیڑو، کسی کی ہتک کرنا کسی کو بے القاب سے نوازنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں-''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو کسی مسلمان کا مذاق اڑائے، اس کا غلط نام رکھے بالکل ایسا ہی ہے جیسے وہ شخص مجھ (رسول اللہ صلعم) سے جنگ کے لئے نکلا ہو-''

سوالات :

۱) کسی کا بھی مذاق کیوں نہیں اڑانا چاہیے؟

۲) اللہ نے قرآن میں کیا تنبیہ کی ہے؟

۳) رسول اللہ صلعم نے کیا فرمایا ہے؟

دوستی کا خاتمہ

دو دوست ایک ساتھ بازار گئے، ان میں سے ایک کا نوکر بھی ان کے ساتھ تھا اور ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ دونوں دوست بازار سے گزر ہی رہے تھے، کہ ان کا نوکران سے بچھڑ گیا نوکر دکانوں میں تاک جھانک کرتا، آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا، جب اس کے مالک نے پلٹ کر دیکھا تو نوکر کا دور دور تک پتہ نہیں تھا، کچھ دیر بعد نوکران کے قریب پہنچا اس کا مالک اس پر برس پڑا اور اس کو ماں کی گالی دی۔ جب یہ شخص گالیاں بک رہا تھا اس کے ساتھی جو امام جعفر صادق علیہ السلام تھے فرمایا:

"..........تم نے اس کی ماں کی بے عزتی کی..........میں نے سمجھا تھا کہ تم مسلمان ہو اور متقی ہو.........."

اس شخص نے کہا،

"یابن رسول اللہ! یہ نوکر سندھ کا باشندہ ہے اس کی ماں بھی سندھ ہی کی ہے وہ مسلمان بھی نہیں ہے لہذا اس کو گالی دینا درست ہے۔"

امام علیہم السلام نے فرمایا،

"میں جانتا ہوں کہ وہ مسلمان نہیں ہے لیکن ہر مذہب کے قاعدے اور قانون ہوتے ہیں اگر کوئی غیر مسلم اس کے مذہب کے رسوم ورواج کے مطابق شادی کرے تو اس کے بچے جائز ہوں گے۔"

اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"ہماری دوستی اب ختم ہوگئی، وہ دوست کی حیثیت سے بازار میں داخل ہوئے تھے اور اجنبیوں کی مانند بازار سے واپس ہوئے۔"

سوالات :

۱) دوست نے نوکر کو گالی دینے کی کیا وجہ بتائی ؟

۲) امام جعفر صادق علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

اسباب خیر و برکت

۱) قبل غروب چراغ جلانا
۲) گھر میں داخل ہوتے وقت سورۂ توحید پڑھنا
۳) کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا
۴) یاقوت اور فیروزہ کی انگوٹھی پہننا
۵) صبح سویرے اٹھنا
۶) مسجد میں قبل اذان پہنچنا
۷) باطہارت رہنا
۸) بعد نماز تعقیبات پڑھنا
۹) عزیزوں کے ساتھ احسان کرنا
۱۰) گھر کو صاف رکھنا
۱۱) مومن کی حاجت روائی کرنا
۱۲) فکر معاش میں صبح کو جانا
۱۳) مؤذن کے ساتھ اذان دوہرانا
۱۴) دسترخوان پر گرے ہوئے ریزوں کو چن کر ادب سے کھانا
۱۵) رات کو باوضو سونا

اسباب نحوست

۱) کھڑے ہوکر پیشاب کرنا

۲) کھڑے ہوکر کھانا کھانا

۳) منھ سے چراغ بجھانا

۴) دامن یا آستین سے منہ پوچھنا

۵) حمام میں پیشاب کرنا

۶) مٹی سے ہاتھ دھونا

۷) لہسن، پیاز کے چھلکے جلانا

۸) قبر پر بیٹھنا

۹) چوکھٹ پر بیٹھنا

۱۰) دانتوں سے ناخن کاٹنا

۱۱) فقیروں سے بے توجہی کرنا

۱۲) قلم پر پاؤں رکھنا

۱۳) مکڑی کا جالا گھر میں رکھنا

۱۴) حالت جنابت میں کچھ کھانا پینا

۱۵) کھڑے ہوکر کنگھی کرنا

۱۶) رات کو کھڑے ہو کر پانی پینا

۱۷) کوڑا گھر میں رکھنا

۱۸) کھڑے ہو کر پائجامہ پہننا

۱۹) نماز صبح کے بعد قبل طلوع آفتاب سو جانا

سوالات:

۱) اسباب خیر و برکت میں کوئی پانچ اسباب بیان کرو؟

۲) فکر معاش میں صبح کو جانا اور چوکھٹ پر بیٹھنا اسباب برکت میں ہے اسباب نحوست میں؟

۳) اسباب نحوست میں سے کوئی پانچ سبب بیان کرو؟

۴) قبر پر بیٹھنا اور ''باطہارت سونا'' میں کون اسباب خیر و برکت میں داخل ہے اور کون اسباب نحوست میں؟

تقلید

زندگی میں جب کسی مشکل سے دوچار ہوتے ہیں مثلاً بیمار ہوتے ہیں تو ہم کسی ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں، اگر گھر بنانا چاہتے ہیں تو کسی معمار کے پاس جاتے ہیں۔

اسی طرح اگر اسلام کے احکام یعنی شریعت کے متعلق معلومات حاصل کرنا ہو تو ہم مجتہد کے پاس جاتے ہیں۔

مجتہد وہ عالم ہوتا ہے جو تمام مسائل اور ان کا حل جانتا ہے۔ وہ قرآن کے احکامات اور احادیث پیغمبر اسلام وائمہ معصومین کی روشنی میں مسائل حل کرتا اور فتوٰی دیتا ہے۔ اور نفس پرست نہیں ہوتا۔

مسائل شریعت سے واقفیت اور ان کی پابندی کے لئے تقلید ضروری ہے۔ جو تقلید کرتا ہے وہ مقلد کہلاتا ہے۔

سوالات :

۱) تقلید کیوں ضروری ہے؟ تقلید کے معنی کیا ہے؟

۲) مجتہد کسے کہتے ہیں؟

آیت اللہ العظمیٰ روح اللہ

الموسوی خمینی علیہ الرحمہ

آپ کی ولادت تہران (ایران) سے جنوب مغرب میں واقع چھوٹے سے گاؤں خمین میں ۲۰ جمادی الآخر ۱۳۲۰ ہجری مطابق 24 ستمبر 1902 کو ہوئی۔

آپ کے والد آیت اللہ مصطفیٰ کا قتل اس وقت ہوا جب آپ کی عمر صرف پانچ ماہ کی تھی۔ آپ کی پرورش آپ کی والدہ اور خالہ نے کی لیکن آپ سولہ سال کے ہوئے تھے کہ دونوں ہی انتقال کر گئے۔ تب آپ کی پرورش آپ کے بڑے بھائی سید مرتضیٰ (آیت اللہ پسندیدہ) نے فرمائی۔

بہت جلد آپ کی تعلیمات اور کردار سازی کو شہرت ملی۔ اس دور میں ایران پر شاہ کی حکومت تھی اور ایرانی قوم امریکی تہذیب کے رنگ میں رنگی ہوئی تھی۔ شاہ کے خلاف آیت اللہ خمینی نے پہلی مرتبہ اپنی تصنیف ''کشف الاسرار'' (۱۹۴۱) میں آواز بلند کی۔

۱۹۶۱ء میں آیت اللہ بروجردی کے انتقال کے بعد آپ نے انقلاب کی قیادت قبول فرمائی۔ شاہ کے وزیراعظم امینی سے تبادلہ خیال کے دوران آیت اللہ خمینی نے کہا تھا،

''تمام نیکیاں اللہ کے لئے ہیں، تم عوام کی جتنی خدمت کرو گے، تمہاری مقبولیت اتنی ہی بڑھے گی اور عوام بھی تم سے محبت کریں گے اور اللہ تمہیں عزت دے گا-''

۱۳۸۸ ھجری (22 مارچ 1963) میں شاہ کی فوج نے قم کے مدرسہ فیضیہ پر حملہ کیا، سینکڑوں طلبہ کا قتل عام کیا، مدرسے کو گرا دیا اور کتابیں جلا ڈالیں- شاہ نے علماء کو خوفزدہ کرنے کے لئے یہ حملہ کیا تھا- تاکہ علماء ڈر کر شاہ کی مخالفت ترک کر دیں- لیکن اس حملے کے بعد علماء نے تحریک انقلاب میں شدت پیدا کر دی-

یوم عاشورہ ۱۳۸۳ (م 1963) کے موقع پر آیت اللہ خمینی نے مسجد اعظم قم میں اپنے خطبے میں شاہ اور اس کی حکومت کو کھلے اور واضح الفاظ میں وارننگ دی- آیت اللہ خمینی نے عوام کو آگاہ کیا کہ ان کے ملک کی دولت کو روس برطانیہ اور امریکہ کس طرح لوٹ رہے ہیں آپ کو حراست میں لے کر تہران میں قید کیا گیا-

آپ کی حراست پر پورے ایران میں لوگوں نے احتجاجی مظاہرے کئے- شاہ نے فوج کو ''مظاہرین کو دیکھتے ہی گولی مار دو'' کا حکم دیا اس احتجاج کے دوران صرف تین دن کے اندر کم سے کم پندرہ ہزار لوگ شہید ہوئے وہ احتجاج ایران کی تاریخ میں سنگ میل ثابت ہوا- آیت اللہ خمینی ''رہنمائے انقلاب'' بن گئے-

شاہ نے تحریک کو توڑنے کی بہت کوشش کی- لیکن علماء نے آیت اللہ خمینی کی رہائی کے لئے شاہ پر شدید دباؤ ڈالا- عقیقی مجشائشی نے آذربائیجان کے تیرہ علماء کا ایک خط ایرانی وزیر اعظم کو دیا- بالآخر ایک عارضی سمجھوتے کے تحت حکومت نے ۱۶ اپریل 1964 کو آیت خمینی کو رہا کیا اور یہ اعلان کیا کہ آیت اللہ خمینی نے سیاسی سرگرمیوں سے دور رہنے کا وعدہ کیا ہے-

۱۳۴۳ ھجری (اکتوبر 1964) میں شاہ نے امریکی باشندوں کو ایرانی سرزمین پر کسی بھی نوعیت کے جرم سے ''عام معافی'' دی- حضرت فاطمۃ الزہرا کی ولادت کے دن آیت اللہ خمینی نے اعلان کیا کہ ''آج جشن کا نہیں بلکہ سوگ منانے کا دن ہے- روشنیوں کی بجائے سیاہ جھنڈیاں لہرانے کا دن ہے کہ اب سے امریکی باشندے ایرانی سرزمین پر کوئی بھی جرم کر سکتے ہیں، اور انہیں سزا نہیں دی جائے گی آپ نے اس موضوع پر ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا- جس کے صرف نو دن بعد آپ حراست میں لے لئے گئے اور شاہ نے آپ کو جلاوطن کرتے ہوئے ترکی میں نظر بند کیا-

علماء نے اصرار کیا کہ آیت اللہ خمینی کو ترکی کی بجائے کسی اور ملک میں رکھا جائے- بالآخر اکتوبر 1965 میں آپ نجف اشرف (عراق) بھیجے گئے- نجف میں آپ تیرہ سال سکونت پذیر رہے نومبر 1977) میں ساواک (شاہ کی خفیہ پولیس) نے

آپ کے بڑے فرزند سید مصطفی کو قتل کیا۔

1978ء میں امریکی صدر جمی کارٹر ایران گیا جہاں اس نے شاہ کی تعریف کی۔ اس موقع پر ایرانی اخبارات میں یہ خبر شائع کی گئی کہ "آیت اللہ خمینی کسی بیرونی طاقت کے ایجنٹ ہیں۔" عوام نے پورے ایران میں احتجاجی مظاہرہ کیا، شاہ کی فوج سے لڑائی کی شاہ کی فوج نے لاکھوں بے گناہوں کو قتل کیا۔ ستمبر 1978 میں شاہ نے عراق کی حکومت سے آیت اللہ خمینی کو عراق سے نکال باہر کرنے کی درخواست کی۔ آیت اللہ 1970 کے اوائل میں عراق سے فرانس منتقل ہوئے۔

فرانس سے آپ ایرانی عوام سے آسانی سے رابطہ قائم کر سکے۔ آپ کے خطبات کے کیسٹس اور پمفلٹ ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں ایران بھیجے جاتے۔

جس کے نتیجے میں محرم (دسمبر 1978) میں شاہ کے خلاف عوام نے بغاوت کر دی۔

شاہ کی فوج کے ہاتھوں ہزاروں لوگ قتل ہوئے۔

بالآخر 16 جنوری 1978 کو شاہ ایران سے فرار ہو گیا۔

آیت اللہ خمینی یکم فروری 1979 پندرہ سال کی جلاوطنی کے بعد وطن لوٹے۔

3 جون 1989 کو آیت اللہ خمینی انتقال کر گئے۔ اس وقت تک آپ اسلامی جمہوریہ ایران پر اسلامی شریعت کے مطابق اور "بڑی طاقتوں" (امریکہ اور روس) سے ڈرے بغیر حکومت کرتے رہے، آپ نے ایک بار کہا تھا،

"جب تک اللہ پر بھروسہ ہو تمہارے سامنے کسی بھی طاقت کی کوئی حقیقت نہیں۔"

سوالات:

۱) امام خمینیؒ نے بادشاہت کے خلاف تحریک کب شروع کی؟

۲) امام خمینیؒ کے بڑے فرزند سید مصطفی کو کس نے قتل کیا؟

آیت اللّٰہ العظمیٰ

علی الحسینی سیستانی

آپ کی ولادت مشہد ایران میں ربیع الاول ۱۳۴۹ ہجری
(مطابق 1930) میں ہوئی - آپ کی ابتدائی تعلیم قم میں ہوئی ،
اکیس (21) سال کی عمر میں آپ نجف (عراق) گئے-
نجف اشرف میں آپ نے آیت اللہ خوئی سے علم دین حاصل کیا
گذشتہ 24 سال سے آیت اللہ سیستانی درس وتدریس وتحقیق
میں مصروف ہیں اور آپ فقہہ پر کتابیں بھی تصنیف کرتے رہے ہیں
1993 میں آیت اللہ خوئی کے انتقال پر آیت اللہ خوئی کی تدفین
میں شرکت کرنے والے چھ افراد میں آیت اللہ سیستانی بھی شامل ہیں
اللہ سے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ آیت اللہ سیستانی کو صحت دے اور آپ کی عمر دراز کرے-

سوالات :

۱) آیت اللہ سیستانی کے حالت زندگی پر مختصر مضمون لکھو؟

۲) آیت اللہ سیستانی کی تاریخ ولادت کیا ہے؟

۳) نجف اشرف میں آپ نے کس سے تعلیم حاصل کی؟

پیش لفظ

الحمدللہ امامیہ دینیات نصاب کی کتابیں عوام میں مقبول عام ہورہی ہیں اور یہ کتابیں امامیہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ کے دینی مدارس کے علاوہ دیگر صوبوں کے دینی مدارس میں بھی بچوں کو پڑھائی جارہی ہیں۔ٹرسٹ دینی واخلاقی دینیات نصاب پر مشتمل اردو میں چھ کتابیں (۱) یسرناالقرآن (۲) بنیادی قاعدہ (۳) پہلی کتاب (۴) دوسری کتاب (۵) تیسری کتاب (۶) چوتھی کتاب اور انگریزی میں چار کتابیں یعنی جملہ دس کتابیں رب العالمین کے فضل وکرم اور چہاردہ معصومین کے طفیل میں شائع کررہا ہے۔ٹرسٹ کی کوشش یہ ہے کہ بچوں کو ان کی مادری زبان اردو میں بنیادی باتیں معنوں کے ساتھ سمجھائی جائیں تاکہ بچے ان بنیادی باتوں کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔اس لئے بنیادی قاعدہ یسرناالقرآن اور اطفال کی کتابیں اردو میں ہی پڑھائی جائیں گی۔اور اردو زبان میں ہی زبانی امتحان لیا جائے گا۔جہاں پر اردو پڑھانے کا انتظام نہ ہو تو ایسے بچوں کے لئے انگریزی کتابیں پہلی تا چوتھی مہیا کی جائیں گی۔تاکہ بچے اردو نہ جاننے کی وجہ سے دینی تعلیم سے محروم نہ رہ سکیں۔ہمیں خوشی اس بات کی ہے کہ اب ہم تمام کتابوں کو تصحیح وتحقیق کرنے کے بعد اور مضامین میں ہوئی غلطیوں کو حتی الامکان درست کرنے کے بعد شائع کررہے ہیں۔ اس کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور یہ دو سال پڑھائی جائے گی۔

امامیہ ایجوکیشن اینڈ ٹرسٹ موجودہ دور میں دینی تعلیم کو ہر مومن ومومنہ کے لئے لازمی تصور کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ٹرسٹ نے ہندوستان میں تمام رائج دینیات نصاب کی کتابوں کا تفصیلی طور پر جائزہ لیا اس کے بعد ٹرسٹ اس نتیجہ پر پہنچا کہ دینیات کی ان کتابوں سے بچے کلمہ، اصول دین، فروع دین، نماز کے سورے اور نماز کے طریقے سے تو واقف ہوجائیں گے۔لیکن نہ کلمے کے معنی، نہ اصول دین، فروع دین اور نہ نماز کی اہمیت کو سمجھ سکیں گے اور نہ ہی سوروں کے معنی اور مطلب سمجھ پائیں گے۔اور نہ ہی بچوں کا اخلاق وکردار سنور سکے گا۔کیونکہ زیادہ تر دینی مدارس میں بچوں کو صرف رٹایا جاتا ہے۔سمجھایا نہیں جاتا۔اور ذہنی طور پر ان کے اخلاق وکردار کو بنانے کی کوشش بھی نہیں کی جاتی۔اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے انشاءاللہ ہم بہت جلد ایک ٹیچیرس ٹرینگ سنٹر بھی قائم کرنے والے ہیں۔جس طرح سے دنیاوی اسکولوں میں تربیت شدہ ٹیچرس لئے جاتے ہیں۔ان کے پڑھانے کا انداز الگ ہوتا ہے۔جس کے ذریعہ سے بچے اچھی طرح سبق کو ذہین نشین کرلیتے ہیں۔ایسے اساتذہ ہم دینیات پڑھانے کے لئے مہیا کریں گے اور یہ ٹیچیرس ٹرینگ سنٹر علی پور میں قائم کیا جائے گا۔اور انشاءاللہ ہر سال بھی ورکشاپ قائم کی جائے گی ان تمام حقائق کے پیش نظر امامیہ ٹرسٹ نے شعبہ اثناءعشری بچوں کی دینی تعلیم کی بنیاد بہتر اور مضبوط بنانے اور ان کے اخلاق اور کردار کو صحیح سمت یا

رخ دینے کے لئے کافی تحقیق اور جستجو کے بعد حجۃ الاسلام مولانا الحاج سید عسکری رضوی صاحب قبلہ کی سرپرستی میں امامیہ دینیات نصاب ورلڈ فیڈریشن (یوکے) کے تعلیمی نصاب سے لے کر مرتب کیا گیا ہے جس کی تصحیح و تحقیق مولانا موصوف نے فرمائی-اور اس نصاب کو سجادیہ ٹرسٹ کناڈا کا بھی تعاون حاصل ہے اور اس نصاب کے لئے ہندوستان کے مشہور و معروف علمائے دین نے ضروری اصلاح کے بعد طباعت و تدریس کی تائید فرمائی ہے-اور کرناٹک کے علماء عظام کی بھی تائید حاصل ہے جس میں

- حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید شمیم الحسن صاحب قبلہ پرنسپل جامعہ جوادیہ بنارس-
- حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا محمود الحسن خان صاحب قبلہ سرپرست جامعہ ناصریہ جونپور
- حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید آغا روحی صاحب قبلہ صدر آل انڈیا شیعہ کونسل لکھنؤ
- حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید محمد حسینی صاحب قبلہ سربراہ ادارہ ایمانیہ بنارس
- حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید احمد حسین صاحب قبلہ پرنسپل جامعہ ایمانیہ وامام جمعہ بنارس
- حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید محمد یوشع فیضی صاحب قبلہ بنگلور
- حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید احمد حسن صاحب قبلہ امام جمعہ پوتن ہلی کرناٹک
- حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید سید کلب جواد صاحب قبلہ امام جمعہ لکھنؤ
- حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید شمشاد احمد صاحب قبلہ پرنسپل جامعۂ رضویہ چھولس

اس نصاب میں دینی اور اخلاقی تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کو انبیاءکرام اور ائمہ اطہار علیہم السلام کے مختصر حالات زندگی، تاریخ اسلام اور امام حسینؑ کی قربانی کربلا کے فلسفے اور واقعات سے آگاہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے- تاکہ بچے بڑے ہوکر خود مذکورہ موضوعات کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرنے کی جستجو کرسکیں-ٹرسٹ نے بچوں کی بہتر دینی تعلیم اور صحیح رہنمائی کے لئے صرف نئے نصاب کو مرتب کرنا ہی کافی نہیں سمجھا بلکہ درس و تدریس کے اہم ترین پہلو، طریقہ تدریس پر بھی توجہ دی ہے- کیونکہ جب تک تعلیم خواہ دینی ہو یا دنیوی صحیح اور سائنٹفک طریقہ سے نہیں دی جاتی تو وہ بے اثر ہو جاتی ہے-

خاکسار

(الحاج) مرزا محمد مہدی عفی عنہ

صدر

امامیہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ بنگلور-560051

E\WIN\Desktop\Borders\Bor
of 2_5381.tif not found.
E\WIN\Desktop\Borders\Bor
of 2_5381.tif not found.

باسمہ تعالیٰ

گذارش

تمام قارئین کرام وجملہ اساتذہ کرام سے گذارش ہے کہ اگر کتابوں میں کچھ کمی واقع ہوتی ہوتو ہم کو مطلع فرمائیں گے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں ہم اس کو جگہ دیں گے- خداوند عالم ہم سب کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور دامن عفو میں جگہ عنایت فرمائے (آمین)

ادارہ

امامیہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ بنگلور

E\WIN\Desktop\Borders\Bor
of 2_5381.tif not found.
E\WIN\Desktop\Borders\Bor
of 2_5381.tif not found.